اُردو، پنجابی، گوجری شاعری

زنبیل

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

ADAM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
NEW DELHI

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	زنبیـــــــــــــــــل
مصنف	:	ڈاکٹر رفیق انجمؔ
کمپوزنگ	:	شاہد انجم، راشد انجمؔ
کمپیوٹر ایڈیٹنگ	:	شبیر احمد، صورہ سرینگر
سرورق	:	عابد علی/ بشیر احمد
اشاعت	:	2018
تعداد	:	500
قیمت	:	250 روپے
ناشر	:	آدم پبلیشرز اینڈ ڈسٹریبیوٹرس

پتہ:

ڈاکٹر انجم آوان [anjumdr@gmail.com/9469000044]

۱۔ کوآرڈینیٹر:

ریسرچ سینٹر برائے گوجری، پہاڑی، کشمیری

بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری۔۱۸۵۲۳۴

۲۔ 44--ڈریم لینڈ کالج روڈ راجوری۔۱۸۵۱۳۳

ZANBEEL

Dr. Rafique Anjum

ISBN: 978-81-7435-769-4

ADAM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

NEW DELHI

انتساب

ماضی

بـــــــــــــــــعیـــــــــــــــــد

کے نام

[جو بیت گیا ھے وہ گزر کیوں نہیں جاتا ۔۔ !]

مصنف بیك نظر

نام : محمد رفیق انجُم آوان ولدیت : میاں عبدالکریم آوان

قلمی نام : ڈاکٹر رفیق انجؔم جنم: جنوری 1962ء کلائی، حویلی، پُونچھ

تعلیم : ایم بی بی ایس (جموں یونیورسٹی)؛ ایم، ڈی شعبہ اطفال (کشمیر یونیورسٹی)

ایم اے اردو، ایم اے انگلش (مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدراباد)

ایم اے، پی ایچ ڈی، اسلامیات (یونیورسٹی آف کشمیر سرینگر)

روزگار : اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، باباغلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری

سابقہ: رجسٹرار (شعبہ اطفال)، گورنمنٹ میڈیکل کالج سری نگر، کشمیر

تخلیقات :کل:۳۰؛ گوجری:۲۰، انگلش:۳، اردو:۲، تالیفات:۵

نمائندہ تخلیقات: ۱۔خواب جزیرے (اُردو شاعری) ۲۔دِل دریا (گوجری شاعری) ۹۴ء

۳۔غزل سلونی (منتخب گوجری غزلیں ۹۵ء) ۴۔سوچ سمندر (جدید گوجری شاعری ۹۶ء)

۵۔کوراکاغذ (گوجری افسانے) ۲۰۰۱ء ۶۔ گوجری گرائمر ۲۰۰۴ء

۷۔گوجری ادب کی سنہری تاریخ (۱۰ جلد) ۸۔ گوجری کہاوت کوش ۲۰۰۴ء

۹۔گوجری انگلش ڈِکشنری (۲۰۰۷) ۱۰۔گوجری اردو ڈکشنری

۱۱۔ بنجارا (تذکرہ گوجری شعراء) ۱۲۔گوجری کشمیری ڈکشنری ۲۰۱۸

۱۳۔ انجم شناسی ۱۴۔زنبیل (انتخاب اردو، پنجابی، گوجری شاعری)

۱۵۔مولاناوحیدالدین خان کی فکر اسلامی (تحقیقی مقالہ ۲۰۱۸)

پتہ: ۱۔ڈریم لینڈ، کالج روڈ، راجوری ۲۔باباغلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری

اعزازات:
1. Academy Best-Book Award (Dil Darya) 1995
2. Himalayan 'Man of Letters' Award, (HEM)1999
3. Award for Excellence in Literature AACL 2007
4. Member Indian Academy of Paediatrics Mumbai.
5. Secretary General JKAnjuman Taraqi Gojri Adab

ترتیب

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
انجم شناسی	ڈاکٹر محمد آصف ملك	6
اردو شاعری		13
پیش گوئی	عرشؔ صہبائی	14
خود کلامی	ڈاکٹر رفیق انجؔم	21
غزلیں		25
پنجابی شاعری		89
پیش گوئی	پروفیسر پریم سِنگھ	90
غزلاں		93
گوجری شاعری		116
پیش گوئی	کے ڈی میتیؔ	117
بقلم خُود	ڈاکٹر رفیق انجؔم	123
غزل ھی غزل		126
تجزیہ	سریندر نیّرؔ	169
حرف آخر	عرشؔ صہبائی	173
اشاریہ		175

☆☆☆

انجم شناسی:

' زنبیل محبت کے آئینے میں'

ڈاکٹر محمد آصف ملك

مدتوں بعد کوئی شاعر اچھا لگا۔ جو زندگی کی باتیں کرتا ہے، دل کی کہتا ہے، اور دل سے کہتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی ننھی ننھی ہندوستانی ترکیبوں کے ساتھ پیکر تراشتا ہے۔ اپنی زندگی کے چھوٹے بڑے مشاہدات، تجربات اور نشیب و فراز شعری روانی کے ساتھ نظم کرتا ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ اس کے قاری کی اپنی خواہشات، مسکنِ آرزو میں انگڑائیاں لینے لگتی ہیں۔ یا اس کے اپنے مشاہدات اور زندگی کے واقعات، ذہن و دِل اور چشمِ تصور میں رقص کرنے لگتے ہیں۔ پُر لطف بات یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں، اپنے رویئوں اور نظریات کو اپنی ترکیبوں اور اپنے اچھوتے لفظیاتی رشتوں میں ڈھالتا ہے۔ وہ اپنے شعریاتی ننھے مصرعوں میں اپنی دل لگی، محبت کی ناگنی اداؤں، انسانی قدروں اور مشرقی اخلاقی قدروں کی بات کرتا ہے۔ وہ اپنے لفظیاتی دبیز پردوں میں عصری عرفان بھی رکھتا ہے۔ جس کے یہاں رویئوں کی بصیرت بھی ہے اور ادب و فن کی آگہی، لطافت اور حظ اندوزی بھی۔ ایسے ہی دیدہ ور شاعر کا نام ڈاکٹر رفیق انجم ہے۔

شاید اسی طرح کے فنکار اور شاعر کے لئے پروفیسر آل احمد سرورؔ نے کہا تھا:

"ادب چونکہ زندگی کی سچائیوں سے گریز کر ہی نہیں سکتا، اس لئے غیر شعوری طور پر

سماجی بے انصافیوں، اہل دول کی چیرہ دستیوں اور ایک عام انسان دوستی اور دنیا کی عظمت اور رنگا رنگی کو بھی اپنے نالہ و نغمہ میں محفوظ کر لیتا ہے۔ "

انجم صاحب لے شعری تجربے، تخلیقی سانچے اور انکی زندگی کے سرد و گرم جھونکے مجھے ڈاکٹر سید عابد حسین کا وہ قول بھی یاد دلا دیتے ہیں جو انہوں نے شعر و ادب کی تخلیقیت کے حوالے سے کہا ہے:

"ادب، شاعر یا ادیب کے ذہن میں سوئے ہوئے خیالات کا نام ہے جو زندگی کی چھیڑ سے جاگتے ہیں، زندگی کی آنچ میں تپتے ہیں، اور زندگی کے سانچے میں ڈھل کر خود زندگی بن جاتے ہیں۔ "

ڈاکٹر رفیق انجم کی شاعری پر یہ بات سو فیصد صادق آتی ہے۔ کیونکہ ان کی شاعری پڑھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے خیالات اور رویئے زندگی کی چھیڑ سے جاگے ہیں؛ زندگی کی آنچ میں تپے ہیں اور زندگی کے سانچے میں ڈھلے ہیں۔ بلکہ قلبی و ذہنی جذبے اور دانائی کے امتزاج سے تخلیقی رو لے کر شعری قالب میں ارتعاش پیدا کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اچھا اور بڑا فنکار لفظوں کے نشانات کو تصوراتی اور اور تخلیقی معانی دیتا ہے؛ موجود لفظوں کو پھیر پھیر کر جب ان کو نئے رشتوں میں جوڑتا ہے تو انہی قدیم اور جدید لفظوں میں، نئے تصوراتی اور نظریاتی معانی پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر رفیق انجم ایک اچھے اور معیاری شاعر ثابت ہوتے ہیں۔ شعر میں لفظوں کو بُننے یا ان کے در و بست کا طرز

اوراسلوب جوان کی شعری کائنات (زنبیل) میں ملتا ہے، وہ اول و آخر ان کا اپنا تخلیق کردہ ہے۔ طوالت کے اندیشے سے مزید باتوں سے پہلوتہی کرتے ہوئے، میں صرف ان کی اردو شاعری کے گونا گون رنگوں، تجربوں مشاہدوں اور رویئوں کے حامل چند نمائیندہ اشعار پیش کرتا ہوں:

؎ سینے پہ چاندنی راتوں میں تاروں کے تیر برستے ہیں،
سنسان گلی کے موڑ پہ جب کوئی راہ بدلنے لگتا ہے۔
خلوت میں کبھی جو شام ڈھلے موسم ہو کسی کی آمد کا،
سینے سے نکل کر دِلِ انجمؔ، آنکھوں میں دھڑکنے لگتا ہے۔

؎ دامنِ اُمید بھی جب ہاتھ سے جاتا رہا،
زندگی ! اب کون آیا، شام ڈھل جانے کے بعد

؎ میں بچھڑ جانے پہ بھی اک عمر تک زندہ رہا،
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوتی سزا، میرے لئے۔

؎ تُو ہے قاتل میری معصوم تمناؤں کا،
میرے منصف یہ بتا،خونبہا کیا مانگوں

چند ایسے اشعار ملاحظہ ہوں جن میں تشبیہ و استعارہ کے جدت استعمال سے ایسے سمعی، بصری، تجسیمی، اور تمثیلی پیکر چشمِ تصور میں محسوس ہوتے ہیں، جنہیں شاعری کی جان کہا جاتا ہے:

؎ تم جہاں ملتے تھے واں پہ آج بھی ہے منتظر
پیڑ کے سائے تلے، اک آدمی کہنا اُسے !
جانِ انجم ! تُو کبھی بامِ ثریّا پہ تو آ !
ڈھونڈتی ہے جگنوں کی روشنی کہنا اُسے۔

؎ جہاں پہ خوبصورت سی غزل تُم نے سنائی تھی،
وہی منظر میں تنہا دیر تک دیکھا کیا اب کے۔

؎ شب بھر چاند کو دیکھا ہے،
بالکل تیرے جیسا ہے

؎ جلتے سمندروں کے سب پنچھی اُداس ہیں،
خانہ بدوش مچھلیوں کو گھر تراش دے۔

انسانی اخلاقی اور سماجی قدروں کے زوال پر، ہمارا شاعر کتنا مضطرب اور

الجھن کا شکار ہے یا سماجی، معاشرتی اور عصری رویّوں کا کیسا عرفان رکھتا ہے؛ ذیل کے شعروں سے محسوس کیا جاسکتا ہے:

؎ مجھے تو نِت نئی تخلیق سے بہتر لگے یا رب!
اِنہی افسردہ چہروں میں، ذرا سی تازگی بھر دے

؎ ستایا وقت کی آندھی نے یوں بوڑھے درختوں کو،
کہ پیڑ اب پھُولنے پھلنے، شجر ہونے سے ڈرتے ہیں۔

؎ حجاب آلود نظریں خاصہ تھیں، خاتونِ مشرق کا،
ہوس کاروں نے اس تہذیب میں بے باکیاں بھر دیں۔

؎ بچے اک دِن پُوچھ ہی لیں گے کب تک آپ جئیں گے بابا!

رفیق انجؔم کی شعری سنجیدگی اور تخلیقی پختگی کا قائل ان کے تلمیحاتی طرزِ بیان سے بھی ہونا پڑتا ہے۔ جن واقعات، حادثات، اور مذہبی و حقیقی موجودات کا ذِکر صدیوں سے شعری و نثری روایت میں رواں ہے؛ رفیق انجم نے انہیں لفظیات اور واقعات سے اپنے منفرد اسلوب کی راہ نکال کر رویّوں کا ایک نیا جہان آباد کیا ہے۔ ان کے چند تلمیحاتی اشعار ملاحظہ ہوں:

؎ دُنیا و ما فیھا بے شک چھ ہی دِن میں بن گئے
صدیاں گذری ہونگی انجمؔ دل بنانے کے لئے۔

؎ جانتا ہوں کچھ نہیں آدابِ اُلفت کا صِلہ
کیا کروں انجمؔ! نہیں آتی زلیخائی مجھے۔

؎ اپنا افسانہ بھی انجمؔ یوں ہوا آخر تمام،
داستانِ قیس پھر اک بار دہرائی گئی۔

آخر میں رفیق انجمؔ صاحب کے سہ لسانی (اُردو، پنجابی، گوجری) انتخاب، زنبیل کی اگر مختصر بات کی جائے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انسانی قدروں کے شناسا، رشتوں کی نزاکتوں کا پارکھ، فن وادب کا نکتہ بیں، لسانی سرحدوں کی لکیر پاٹ کر اُردو، گوجری اور پنجابی، تینوں زبانوں کے مشترکہ محبت کے رنگ برنگے پھُول، اپنی شعری زنبیل میں لے کر اپنی پُشت پر اُٹھائے ہوئے ایک فقیر نفرتوں کی تاریکیوں سے نکل کر روشنی کے جہاں کی اور بڑھ رہا ہے؛ جو ہر جاء، ہر مقام پر اپنی محبت بھری زنبیل سے محبت، انسان دوستی، اور اخلاقی قدروں کے رنگ برنگے پھُول، راہِ آدمیت پر بکھیرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔نہیں معلوم! ایسے شخص کے دل و دماغ میں یہ رویّہ کیوں آڑے آ گیا کہ :

؎ تیرے انجم نے تیری رسوائیوں کے خوف سے،
احتیاطاً چھوڑ دی ہے شاعری، کہنا اُسے!

میرا عندیہ یہ ہے کہ اس جہانِ رنگ و بُو میں، جب کہ نفرتوں کے بیج بوئے جا رہے ہیں، ایسے میں ان کرداروں کی اہمیت اور سوا ہو جاتی ہے، جو محبتوں کے پھُولوں کی کھیتی کے متمنی ہیں۔ راقم التحریر کا مشورہ ہے کہ انجم صاحب یہ سلسلہِ شاعری جاری رکھیں۔ جس طرح انجم صاحب نے اپنی سہ لسانی شاعری کو زنبیلِ محبت میں جوڑا ہے۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ مزید وسعت اختیار کر کے ایک سے زائد گروہوں کی ذہنی اُلجھنوں کو دُور کر کے مختلف النوع لسانی کناروں کو ملانے میں، یہ زنبیل پُل کا کام کرے گی۔ "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے!"

ڈاکـٹر محمد آصف ملك (علیمی)
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو
بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری

[اکتوبر ۱۷، ۲۰۱۸ء]

منتخب اردو شاعری

[خواب جزیرے]

پیش گوئی

عرش صہبائی

شعر میں خیال کی حیثیت ایک کھر درے پتھر کی سی ہوتی ہے لیکن مناسب تراش خراش کے بعد یہی کھر درا پتھر ہیرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے لیکن اس کا انحصار شاعر کے شعور پر ہے اور فنی بصیرت پر بھی۔ یہ دونوں باتیں کاش! کے مصنف ڈاکٹر رفیق انجم کے ہاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور انھوں نے اپنی اس صلاحیت کا بھر پور فائدہ اٹھایا ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں ان سے متعارف نہیں تھا ورنہ انکے کلام سے ظاہر ہیکہ موصوف عرصۂ دراز سے شعروادب کے میدان میں ہیں۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کے باعث مختلف جرائد میں اپنے کلام کی اشاعت کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے ہوں۔ تعارف کا ایک یہ ذریعہ بھی ہے۔

آج اردو زبان جس دور سے گذر رہی ہے وہ دور نہایت مایوس کن ہے۔ ہمیں اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئیے کہ اس زبان کا مستقبل درخشاں ہے۔ اسے ختم کرنے والے خود اردو کے بہی خواہ ہیں۔ جگہ جگہ گروہ بندی قائم ہے اور اسکے علم بردار وہ لوگ ہیں جو اردو کے ڈاکٹر ہیں اور الفاظ کا صحیح تلفظ تک نہیں جانتے۔ لیکن سیاست کے سہارے اپنا علمی وجود منوا لیتے ہیں۔ اس طرح اردو کے قارئین کا وہ مذاق اڑاتے ہیں اور قارئین انکا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انجم صاحب ان جھمیلوں سے کافی دور ہیں اور وہ اپنے تخلیقی کام میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سے امید بندھتی ہے کہ اردو زبان زندہ رہے گی اور اس میں معیاری کام ہوتا رہے گا۔

انجم صاحب کے اشعار پڑھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔انکے ہاں جدید شاعروں کیطرح کوئی الجھاؤ نہیں۔انکے اشعار اس حقیقت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ وہ فنی روایات کا بے حد احترام کرتے ہیں۔جس سے انکی شاعری پر نکھار ہے۔ایسی صورت میں شاعر اور قاری کے درمیان ایک مضبوط جذباتی رشتہ قائم ہوتا ہے، یہ رشتہ شاعر کی معیاری تخلیقات کا اعتراف ہوتا ہے۔ جہاں انجم صاحب کے اشعار میں سلاست اور روانی ہے وہاں زبان و بیان کی خوبیاں بھی ہیں۔اور درد کی ہلکی ہلکی کسک بھی۔ایسا لگتا ہے کہ حضرت دل پر کوئی چوٹ کھائے ہوئے ہیں۔اچھی شاعری میں اس کے بغیر بات نہیں بنتی۔دل کا ساز شکستہ ہونے کے بعد ہی مسرت خیز اور زندگی بخش نغمات بکھیرتا ہے۔ اس وقت میرے سامنے انکی جو غزل ہے اسکا تقاضا ہیکہ اسکے صرف ایک آدھ شعر کا حوالہ نہ دیا جائے بلکہ مکمل غزل قارئین کی خدمت میں پیش کی جائے۔خود میرا ذہن تسلیم نہیں کرتا کہ ایک آدھ شعر پہ اکتفا کروں،ایسا کرنا انجم صاحب کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اپنے فرض کے ساتھ بے انصافی۔

غزل کا مطلع دیکھیئے جو دل میں نشتر کیطرح اترتا ہے:

تم نہیں تو میرے دل میں اور کیا رہ جائیگا
عکس مٹ جائینگے سارے آئینہ رہ جائیگا

یہ شعر بھی آپکی توجہ کا مستحق ہے:

جو ابھی سے بجھ گئے تیری وفاؤں کے چراغ
دور تک اندھے سفر کا سلسلہ رہ جائے گا

سبحان اللہ! جو ابھی سے اور دور تک کی کہاں تک داد دی جائے۔اور اس احساس

کی بھی داد دینا پڑے گی:

مجھ کو لگتا ہے کہ اک دن تیرے میرے درمیاں
دوریاں مٹ جائیں گی اور فاصلہ رہ جائے گا

یہاں دوریاں اور فاصلہ میں جو فرق ہے وہ کس خوبی سے ادا ہوا ہے۔آج کی نئی پود کے بس کی بات نہیں۔

تیری آنکھوں میں زمانہ مجھ کو ڈھونڈے گا ضرور
اک نظر دیکھے گا اور پھر دیکھتا رہ جائے گا

مقطع دیکھئے:

کس کو تنہا چھوڑ دیں انجم کہ ہیں دونوں عزیز
منزلیں پا لیں مجھے تو راستہ رہ جائے گا

مندرجہ بالا غزل کے تمام اشعار زندگی کی مختلف کیفیات کے آئینہ دار ہیں۔ایسی شاعری زندگی کے بہت قریب ہوتی ہے۔اس لئے ذہن ودل دونوں کو یکساں طور پر متاثر کرتی ہے۔میری دلی خواہش تھی کہ کاش! پرسیر حاصل تبصرہ تحریر کرتا کیونکہ اس میں شامل اکثر اشعار میرے معیار پر پُورے اترتے ہیں۔لیکن مصروفیت کے باعث اس فرض میں اپنے فرض سے کوتاہی کا اعتراف کرتا ہوں۔ایک طرف،عرش صہبائی، شخصیت اورفن کے سلسلے میں میرا تعاون ضروری ہے تو دوسری طرف اپنے نئے مجموعۂ کلام دسترس کے مسودہ کی تیاری میں بھی تبادلۂ خیالات میں مصروف ہوں۔

دل کو چھوتا ہوا یہ مطلع دیکھئے:

سو کر اکثر جاگتے رہنا کتنا اچھا لگتا ہے
کبھی کبھی یادوں میں کھونا کتنا اچھا لگتا ہے

اس میں احساس کی جو کیفیت ہے وہ بیان نہیں کی جا سکتی، اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔اور اس شعر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا:

کوئی سر پہ ہاتھ نہ رکھے، کوئی نہ ہو پرسان حال
تنہا چپکے چپکے رونا کتنا اچھا لگتا ہے

اس میں واردات دل کے علاوہ معصومیت کا پہلو بھی غور طلب ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو اشعار دیکھنے میں بہت آساں نظر آتے ہیں وہ اشعار کہنا بہت مشکل ہوتے ہیں۔

یہ شعر دیکھیئے کس طرح دل میں اتر جاتا ہے۔

مجھ کو نہ تسلی دے کوئی ٹوٹا ہوں ابھی بکھرا تو نہیں

یہاں شاعر کی خود اعتمادی داد سے مبرا ہے۔

ہیں لاکھوں تلخیاں پھر بھی حسیں ہے
نہ ہو بیزار اتنا زندگی سے

اس شعر کا حوالہ دینے کے بعد میں انجم صاحب کو اپنے بہت قریب محسوس کرتا ہوں۔

دیکھیئے کیا خوبصورت شعر ہے:

تو نے پایا مجھے اور پھر کھو دیا
میں گیا وقت ہوں اب صدائیں نہ دے

اک سادہ سے شعر میں کتنی گہری بات کہی ہے۔

پہلے رستے کا جنہیں پتھر کہا
اب وہ منزل کا نشاں ہونے لگے

یہ شعر قاری کے ذہن کو کس طرح گرفت میں لے لیتا ہے۔ خیال میں ندرت بھی ہے اور بیان میں جدت بھی۔

پاس رہ کر بھی وہ مجھ سے بات تک کرتا نہ تھا
سوچتا ہوں پھر بھی تھا اک آسرا میرے لئے

داد کے لئے کہاں سے الفاظ تلاش کروں۔

انجم صاحب کے اشعار میں شدتِ احساس کی بھی کمی نہیں۔

پھر آج ابھر آئی اشکوں میں وہی صورت
پھر جاگ اٹھا دل میں کچھ درد سوا یارو

ایسے اشعار نظر سے گذریں تو قاری کو بھی شعر کہنے کی تحریک ہوتی ہے۔ اس کیفیت کا ایک اور شعر سنئیے:

وہ خواب سہی لیکن تسکین تو تھی دل کو
جب ٹوٹ گیا ہم کو احساس ہوا یارو

شعر کہنے کا یہ انداز بھی خوب ہے:

کاش! تمہیں احساس ہو انجم
دردِ محبت کیا ہوتا ہے

حق تو یہ ہے کہ درد محبت کا احساس ہونے کی صورت میں ہی ایسے شعر کہے جاتے ہیں۔ آیئے کچھ اور اشعار سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

سوچ رہا ہوں تیرے دل کا، موسم کتنا اچھا ہوگا
خواب جزیروں میں جب کوئی آس کا پنچھی اترا ہوگا

چلتے چلتے اک اک بات پہ تو بھی تو رک جاتی ہوگی
جب جب ساون کے اشکوں سے تیرا دامن بھیگا ہوگا

اس چھوٹی بحر میں کیا خوبصورت اشعار ہیں:

تیرا عہد وفا ہے اور میں ہوں
غموں کا سلسلہ ہے اور میں ہوں

جس طریقے سے عہدِ وفا کی تفسیر کی ہے اسکی کیا تعریف کی جائے۔

تمہاری ٹھوکروں میں منزلیں ہیں
اِدھر بس راستہ ہے اور میں ہوں

مندرجہ بالا اشعار شاعر نے دل کی گہرائی میں ڈوب کر کہے ہیں۔

اگر انجم صاحب اپنے کسی شعر میں کسی ایسے خیال کو دہراتے ہیں جو پہلے بھی کہا جا چکا ہے تو بھی انکا انداز بیاں الگ ہے۔

اجنبی لگتا ہے یہ سارا جہاں تیرے بغیر
تیرے بن کٹتی نہیں یہ زندگی کہنا اسے

دیکھئے کس خوبصورتی کے ساتھ یہ سادہ شعر کہا ہے۔

کیا سمجھائیں کیسا تھا وہ جیسا تھا اچھا تھا

ایسے اشعار دل کو بُری طرح تڑپا دیتے ہیں۔

میری ان جاگتی آنکھوں نے کیا کیا خواب دیکھے تھے
تصور میں ابھی تک بھی وہ تصویریں ابھرتی ہیں

بعض اشعار ایسے ہیں جنہیں کوشش کے باوجود بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

تیرے انجم نے تیری رسوائیوں کے خوف سے
احتیاطاً چھوڑ دی ہے شاعری کہنا اسے

یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں، حق تو یہ ہیکہ شعر گوئی میں اور بھی شدت پیدا ہوتی ہے۔ انجم صاحب کی منظومات بھی اس قابل ہیں کہ ان پر تفصیل کے ساتھ اظہار خیال کیا جائے لیکن طوالت سدراہ ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ انجم صاحب کی شاعری رو بہ ترقی ہو۔ ان میں جو قدرتی صلاحیتیں ہیں وہ انہیں بروئے کار لائیں۔ امید ہے کہ یہ شعری مجموعہ آپ کو بے حد پسند آئے گا۔

عرش صہبائی
۵۳۔ ریشم گھر کالونی، جموں۔۱۸۰۰۰۱

خودکلامی

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

میں نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور مختصر سے عرصہ میں اتنا کچھ جان لیا ہے جو شائد مجھے ابھی نہیں جاننا چاہیئے تھا۔آ گہی بھی عذاب ہے سچ مچ !مگر اعتراف ھے کہ مجھے ان تجربات کیلیئے بہت کم قیمت ادا کرنا پڑی۔ چھوٹی چھوٹی سچائیوں کی دریافت غموں کے پہاڑ تک کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔زندگی تلخ و شیریں کا حسیں امتزاج ہے، یہاں انسان لمحہ لمحہ نئے تجربات سے گذرتا ہے۔کبھی ایسے اپنوں میں گِھر جاتا ہے جو اپنے نہیں ہوتے اور کبھی ایسے نازک رشتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے جنہیں کوئی نام نہیں دِیا جاسکتا۔کبھی عزائم یوں جواں ہوتے ہیں کہ سچ مچ کچھ کر گذرنے کو جی چاہتا ہے اور کبھی بے بسی کے بیکراں سمندر میں سب کچھ ڈبو دینا اچھا لگتا ہے۔

انسان فطرتاً مصور ہے جو اپنی زندگی کے خاکے میں حسیں رنگ بھرنے کے در پے ہے۔میری جاگتی آنکھوں کے خواب ادھورے سہی، میرے عزائم کو جواں رکھنے کے لئے کافی ہیں۔اپنے رجحان کی تسکین کیلیئے ہی سہی وفا اپنا ایمان ہے۔خوابوں کی حسیں دنیا تو اسی کی ہوتی ہے جو اسے تخلیق کرتا ہے اور تنہائی تو تخلیق کار کا مقدر ہو کرتی ہے۔(خدا جیسا خلاق بھی تو اکیلا ہے۔) میں نے بھی جیون کی سلگتی راہوں پہ تنہا سفر کیا، گو کہ بیقرار کر دینے والی یادوں کے پرسکوں لمحے بھی نصیب ہوئے ، ڈسٹرب کر دینے والی خاموشیاں بھی برداشت کیں، مگر اعتراف کرتا چلوں کہ درد کی تلاش میں بہت سے سُکھ بھی جھیلے۔مگر اک سراب سدا میری نگاہوں میں رہا سو اب بھی ہے۔

کسی بھی ادیب کی زندگی کے پیچ وخم سے گذرے بغیر اسکی تخلیقات اور فن

کے رموز کا عرفان حاصل ہو سکے یہ ممکن ہی نہیں، لہٰذا یہ راز میں کسی استفسار کے بنا ہی فاش کر دیتا ہوں کہ ہمیشہ سے میرے تحت الشعور میں اک خواب رہا کہ میرا آئیڈیل محض فرضی کردار نہ ہو بلکہ گوشت پوست پہ مشتمل ایک پیکر انسانی ہو جو اسی آسمان کے ظلم سہتا ہو اور اسی آسمان کے ستاروں کو گن گن کر بھولتا ہو، جو پونم کے چاند کو محض اسلئے پہروں تکتا رہے کہ شاید کوئی اور بھی اسے دیکھ رہا ہو۔ اس سے قطع نظر کے خواب شائد ہوتے ہی ٹوٹنے کے لئے ہیں لیکن اسکی چند ایک وجوہات کی جڑیں میری ذات کے اندر تک چلی جاتی ہیں۔ نفسیاتی نقطہ نظر اور مزاج کے اعتبار سے میں ایک معیار پسند (Idealist) آدمی ہوں اور بقول مولانا وحید الدین خان دنیا کی کوئی چیز خواہ کتنی ہی اچھی ہو آئیڈیل سے کم ہوتی ہے۔ میرے اس مزاج نے میرے لئے زندگی کو اک کرب مسلسل بنا دیا تاہم اسکا ایک فائدہ مجھے یہ ملا کہ میں اس سطحیت سے بچ گیا جس میں بہت لوگ مبتلا ہیں۔

تنہائی میرا مقدر بھی ہے، زندگی کا عنوان بھی اور میری پہچان بھی۔ یہ ایک ایسا احساس ہے جس سے میں کبھی فرار نہ حاصل کر سکا اور اگر کبھی کوشش بھی کی تو خود کو مزید تنہا کیا جیسے ڈوبنے والا ابھرنے کی کوشش میں اکثر خود کو مزید ڈبو دیتا ہے۔ گو کہ مجھے میرے خوابوں نے سکون کے بجائے گوشۂ تنہائی بخشا۔۔۔ خواب دیکھنا میرا محبوب مشغلہ رہا ہے اس لئے اس حسین فریب سے باہر آنے کی کبھی کوشش بھی نہیں کی۔ ہاں اتنا ضرور ہوا کہ خواب ٹوٹنے سے (جو بلا شبہ ایک اذیت ناک تجربہ ہوتا ہے) میں نے جو کرب محسوس کیا اس سے مجھے تسلی ضرور ہوئی۔ میں خود کو کرب میں مبتلا کر کے، چپکے چپکے آنسو بہا کر بہت مطمئن کر لیتا ہوں اور اس لذت بے نام کے لئے گاہے گاہے زخموں کو خود بھی کریدا ہے۔ اور میں نے اگر کوئی اچھا شعر تخلیق کیا ہے تو وہ

خود کو کرب میں مبتلا کر کے ہی ممکن ہوا ہے۔ کیا کھویا کیا پایا تو شاید محبت کی زبان نہیں ہوتی، لیکن اتنا ضرور ہوا کہ بہت ساری مصروفیات کے باوجود مجھ سے اچھی خاصی شاعری سرزد ہوگئی جس کا ایک نمونہ آپکے سامنے ہے۔

جب میں اپنے گذرے دنوں پہ غور کرتا ہوں تو مجھے اپنی زندگی ایک میدانِ جنگ نظر آتی ہے جس میں جا بجا میرے خوابوں کے پنجر شکستہ امیدیں اور ٹوٹے ہوئے بھرموں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک جنگ جو میں سدا مصائب و مشکلات کے ساتھ لڑتا رہا جن سے میری روح پہ خراشیں آ گئیں اور میں وقت سے پہلے بوڑھا نظر آنے لگا۔ تاہم مجھے اس پہ کوئی افسوس نہیں، اپنے ماضی کی پریشانیوں پہ بہانے کے لئے میرے پاس آنسو نہیں۔ مجھے ان لوگوں سے بھی کوئی حسد نہیں جنہیں زندگی میں یہ سب نہیں دیکھنا پڑا۔ اس لئے کہ میں نے زندگی کو جینے کی طرح جیا ہے جب کہ وہ لوگ محض زندہ رہے، صرف سانسوں کی حد تک میں نے زہر زندگی کا پورا پیالہ پیا اور لمحہ لمحہ نت نیا ذائقہ محسوس کیا ہے جب کہ لوگوں نے فقط سطحی چسکیاں لی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کو وسیع النظری سے وہی دیکھ سکتا ہے جسکی آنکھیں اشکوں سے سیراب رہی ہوں۔ تجربہ نے مجھے سکھایا ہے کہ جو مجھ پہ مشکل وقت لائے گا وہ اسے برداشت کرنے کا حوصلہ اور ظرف بھی دے گا۔ جس شخص نے اپنے خوابوں کا شیش محل اپنے سامنے زمیں بوس ہوتے دیکھا ہو اسے کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں سے پریشانی نہیں ہوتی۔ میں لوگوں سے زیادہ امیدیں نہیں قایم کرتا، لہٰذا ایسے دوستوں سے بھی مسرتیں چرا لیتا ہوں جو سنجیدہ نہیں ہوتے۔ اپنا تو یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص اپنے غم پہ مسکرانا جان لے اسے کوئی غم زیر نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنے ماضی کے مصائب پہ کوئی افسوس نہیں، کیونکہ انہی کے ذریعے میں زندگی کی تہہ تک پہنچ سکا اور زندگی کہ ہر پہلو کو سمجھ سکا ہوں۔ اور ان

تجربات کے لئے مجھے جو قیمت ادا کرنا پڑی میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل جائز تھی۔ میں برملا یہ اعتراف بھی کرتا چلوں کہ اگر خلیل جبران، ڈوروتھی ڈِکس اور مولانا وحیدالدین خان کو بغور نہ پڑھا ہوتا تو شاید میں زندگی کے رموز سمجھنے میں کامیاب نہ ہوتا۔

زندگی کی بے ربط کہانی کے انہی سب رنگوں کا عکس آئیندہ صفحات میں بھی نظر آئیگا، گو کہ واردات قلب کی نا قابلِ شرح کیفیات کا کروڑواں حصہ بھی سپرد قلم نہیں کر سکا !

بقول رحمٰن حفیظ: ؎

ایسا کرتے ہیں------ اُلٹ دیتے ہیں، زنبیلِ حیات !
اور اس میں سے، کوئی کام کا پل، ڈھونڈتے ہیں !!

ڈاکٹر رفیق انجُم
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبہ اسلامیات ولسانیات
باباغلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری

غــزلیــں

☆

نیند آئی نہ مجھکو شب ہجر میں کروٹیں میں بدلتا رہا دیر تک
چاند روٹھا رہا مجھ سے شب بھر مگر تیری یادوں کا دیپک جلا دیر تک

اس گلستاں کے پھولوں میں خوشبو سہی اسقدر تو نہ تھی اس سے پہلے کبھی
انکے کوچہ سے ہو کے نہ آئی ہو یہ تھی معطر نسیم صبا دیر تک

وصل میں ایسی لذت نہ حاصل ہوئی جو جدائی کی بیتابی دل میں ہے
اب شب و روز اپنی یہی ہے دعا دل دھڑکتا رہے یا خدا دیر تک

آشنائی کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا تم سرا سر ہمارا سکوں لُوٹ لو
تم پلٹ کر نہ آؤ گے معلوم تھا پھر بھی دیکھا کئے راستہ دیر تک

آرزو میرے لب پہ نہ شعلہ بنی دل پہ بے شک گریں بجلیاں بارہا
اک کسک سے تمناؤں کا یہ دھواں کیوں نہ معلوم پھر بھی اُٹھا دیر تک

کیا ضروری ہے مسکان میں ہو خوشی دل کی دنیا سے انجمؔ نہ واقف کوئی
دن کو ہنستا رہا شب کے پچھلے پہر گل بھی آنسو بہاتا رہا دیر تک

جموں ۱۹۸۳ء

☆

شوق سے ڈھونڈ لیتے نیا ہمسفر اس سے پہلے ہمیں آزمانا تو تھا
غم کے صحرا میں کب تک بھٹکتے رہیں کوئی رستہ ہمیں بھی دکھانا تو تھا

میرے سینے میں نازک سے جذبات تھے کچھ تمنائیں تھیں آرزوئیں بھی تھیں
تم نے اچھا کیا درگزر کر دیا، حال دل نے تمہیں بھی رلانا تو تھا

اشک پیتے رہے ضبط کرتے رہے اُنکو احساسِ غم تک نہ ہونے دیا
انکے دامن میں خوشیاں ہی خوشیاں جو تھیں انکی خاطر ہمیں مسکرانا تو تھا

آرزوؤں کا جب دل سے دامن چھٹا اب یہ صحرا نوردی بھی کس کام کی
کانٹوں سے ہم عمر بھر اُلجھتے رہے ،موسم گل بھی کوئی دکھانا تو تھا

دل کے ہاتھوں ہمیشہ رہے غم زدہ لمحہ لمحہ وفا کو ترستے رہے
ہاں مگر اتنا احساس ہوتا ہے اب ہم کو جینے کا کوئی بہانا تو تھا

اُنکو تیری وفاؤں کا احساس ہے بے وفا بھی نہیں ہونگی مجبوریاں
اُنکو انجم کبھی تو بچھڑنا ہی تھا دل لگی سے بھی دامن بچانا تو تھا

جموں ۱۹۸۴ء

☆

شب کو بھی تصوّر میں انکا جب عکس ابھرنے لگتا ہے
اک راز لبوں تک آ کے پھر سینے میں سمٹنے لگتا ہے

تم دور ہو میری چاہت کا تم کو اندازہ کیونکر ہو
ہاں دیکھنا چہرہ سورج کا جب شام کو ڈھلنے لگتا ہے

سینے پہ چاندنی راتوں میں تاروں کے تیر برستے ہیں
سنسان گلی کے موڑ پہ جب کوئی راہ بدلنے لگتا ہے

کب سے ہوں در پہ پڑا لیکن حیراں ہوں نہ انکو رحم آیا
ورنہ میں جبیں جس جا رکھ دوں پتھر بھی پگھلنے لگتا ہے

اے دوست کبھی دیکھا ہے کسی انجان سی بستی میں شب کو
راہی کوئی دستک دیکر جب مایوس پلٹنے لگتا ہے

خلوت میں کبھی جو شام ڈھلے موسم ہو کسی کی آمد کا
سینے سے نکل کر دل انجمؔ آنکھوں میں دھڑکنے لگتا ہے

جموں ۱۹۸۴ء

☆

منتشر دنیا کا اکدن قافلہ ہو جائیگا
جان کر ہر شخص پھر نا آشنا ہو جائیگا

مٹ نہ پائیں گے ہمارے دل سے یادوں کے نقوش
ختم یہ سانسوں کا مانا سلسلہ ہو جائیگا

میرا دعویٰ وہ حسیں ہے چاند پہ دنیا بضد
چودھویں شب آئے گی تو فیصلہ ہو جائیگا

جا رہے تھے نذر دریا کرنے انکی یاد کو
کیا خبر تھی پھر سرِ رہ سامنا ہو جائیگا

فاصلے بڑھنے دو چاہو تم اگر نزدیکیاں
جسکو بھی دل سے لگاؤ گے جدا ہو جائیگا

میں زمانے بھر کے دل میں دھڑکنیں رکھ جاؤں گا
یوں نہ سوچو مر کے انجؔم بس فنا ہو جائیگا

جموں ۱۹۸۵ء

☆

ہو نہ دیدار شائد وہاں بھی ترا
یہ جہاں بھی تیرا وہ جہاں بھی ترا

کیوں ستاتی ہے دنیا الٰہی مجھے
یہ زمیں بھی تیری آسماں بھی ترا

تو ہے کیا ان نگاہوں میں ہے تو ہی تو
اور ملتا نہیں ہے نشاں بھی ترا

جب سے بسمل کیا دل کو تھامے ہیں ہم
بجلیاں بھی تیری آشیاں بھی ترا

لوٹ جائیں تو اس دل سے جائیں کہاں
ہم بھی تیرے صنم آستاں بھی ترا

کیوں فلک پہ، ستاروں پہ الزام کیوں؟
ماہ و انجم ترے آسماں بھی ترا

جموں ۱۹۸۵ء

☆

لو میری بیتابیٔ دل پھر وہیں لائی مجھے
کوئی رُت جس شہر کی ہرگز نہ راس آئی مجھے

چل بیاباں میں اے دل رشتوں کا جزیہ کر ادا
اب تو وحشت ہی دلاتی ہے شناسائی مجھے

زخم تیرے آنے سے کچھ اور گہرے ہو گئے
یعنی راس آئی نہیں، تیری مسیحائی مجھے

اپنی یادوں کے سہارے اے میرے ہمدم نہ چھین
پا کے تنہا کاٹ کھائے گی یہ تنہائی مجھے

سب سمندر بارہا کھنگال ڈالے ہیں مگر
حیرتوں میں ڈالتی ہے دل کی گہرائی مجھے

جانتا ہوں کچھ نہیں آدابِ الفت کا صلہ
کیا کروں انجم نہیں آتی زلیخائی مجھے

جموں ۱۹۸۶ء

☆

درد ہوتا ہے آہ کرتا ہُوں
جس طرح ہو، نباہ کرتا ہوں

اب تو جینا لگے ہے جیسے میں
کوئی سنگیں گناہ کرتا ہوں

چار آنسو ابل ہی پڑتے ہیں
جب بھی دل پر نگاہ کرتا ہوں

اب بھی تیری وفا کا طالب ہوں
پھر سے وہی گناہ کرتا ہوں

رات بھی ایسے کٹتی ہے انجؔم
صبح دم بھی میں آہ کرتا ہوں

سرینگر ۱۹۸۶ء

☆

وہ گھروندا جس پہ ٹوٹا آسماں میرا ہی تھا
بجلیاں جس پہ گریں کل، آشیاں میرا ہی تھا

زخم کھا کر دے دعائیں جو تجھے اس شہر میں
یاد رکھنا، یہ خلوصِ بے کراں میرا ہی تھا

دیکھتا تھا سب مگر کچھ مصلحت تھی چپ رہا
جل رہا تھا سامنے جو آشیاں میرا ہی تھا

دوستوں کی رنجشیں، کچھ تلخیاں، ماضی کی یاد
حوصلہ اِن حادثوں کے درمیاں میرا ہی تھا

تنکا تنکا خواب میرے منتشر کرتی گئیں
آندھیوں کی زد میں انجم بس مکاں میرا ہی تھا

سرینگر ۱۹۸۶ءِ

☆

تم نہیں تو زندگی میں اور کیا رہ جائے گا
عکس مٹ جائیں گے سارے آئینہ رہ جائے گا

جو ابھی سے بجھ گئے تیری وفاؤں کے چراغ
دور تک اندھے سفر کا سلسلہ رہ جائے گا

مجھکو لگتا ہے کہ اک دن تیرے میرے درمیاں
دُوریاں مٹ جائیں گی اور فاصلہ رہ جائے گا

تیری آنکھوں میں زمانہ مجھکو ڈھونڈے گا ضرور
اک نظر دیکھے گا اور پھر دیکھتا رہ جائیگا

کس کو تنہا چھوڑ دوں انجم کہ ہیں دونوں عزیز
منزلیں پالیں مجھے تو راستہ رہ جائے گا

پُونچھ ۱۹۸۸ء

☆

وہ دور ہوا بچھڑا تو نہیں
ہر جائی ہو وہ ایسا تو نہیں

مجھ کو نہ تسلی دے کوئی
ٹوٹا ہوں ابھی بکھرا تو نہیں

آئینہ سچ کہتا ہے مگر
یہ چہرہ میرا چہرہ تو نہیں

الفت میں بھی ہم یکتا ہیں تجھے
پوجا ہے، فقط چاہا تو نہیں

پوُچھو گے زمانے سے اک دن
انجمؔ سا کوئی دیکھا تو نہیں

جموں ۱۹۹۲ء

☆

شب بھر چاند کو دیکھا ہے
بالکل تیرے جیسا ہے

دل کا حال اسی سے پوچھ
اشک وہیں سے آتا ہے

عشق ہے کیا معلوم نہیں
خواب سا ہم نے دیکھا ہے

مجھکو چھوڑ کے جانے والا
اب تک خود بھی تنہا ہے

عقل تو انجمؔ، قید سی ہے،
اک دیوانہ کہتا ہے

پونچھ ۱۹۸۹ء

❁❁❁

☆

نام کیا راہِ وفا میں دو گے دیوانے کے بعد
وسعتیں مانگے ہے وحشت اور ویرانے کے بعد

میں نے ساقی تجھکو اکثر دی دعائیں بے حساب
کیا ہوئی تیری مروّت ایک پیمانے کے بعد

دامنِ اُمید بھی جب ہاتھ سے جاتا رہا
زندگی! اب کون آیا شام ڈھل جانے کے بعد

یہ نہ آغازِ محبت ہے، نہ تکمیلِ وفا
لاکھ افسانے بنیں گے تیرے افسانے کے بعد

دل کی تھی یہ آخری حسرت تری آغوش میں
رک گئی دھڑکن مری، دادِ وفا پانے کے بعد

ہم ہی جانیں پیار کی لذّت کہ انجم بارہا
کی ہے یوں محسوس لب پر نام آجانے کے بعد

پُونچھ ۱۹۸۹ء

❁❁❁

☆

اُسے خط لکھنا ہو جب بھی 'مرے شیریں صنم' لکھنا
ستاروں کی زباں میں چاند کو بھی محترم لکھنا

جو آئے روبرو تو وہ لپٹ کے رو بھی لے ہم سے
مگر اس شوخ کا خاصا ہے تحریروں میں کم لکھنا

فسانہ گُل کے سائے میں ستاروں سے تیری باتیں
غزل خوشبو کے پیرائے میں، ہستی کے الم لکھنا

چمن کی داستانوں میں گلوں کا تذکرہ جب ہو
اشارتاً، دبے لفظوں میں کانٹوں کے کرم لکھنا

مقدر کی لکیروں پہ ملا جو اختیار، اُس نے
مناسب ہی یہی جانا میرے خانہ میں غم لکھنا

رقم ہو جب میری روداد ہستی احتیاطاً تم
دعائیں غیر کی احباب کے جور و ستم لکھنا

مسرت کا مقام انجمؔ کہ فتویٰ دے کے آزرؔ نے
یہ جائز کر دیا اُس کے سراپا کو صنم لکھنا

سرینگر ۱۹۸۹ء

☆

زندگی کی خدا را دعائیں نہ دے
جاں بلب ہوں اب اتنی سزائیں نہ دے

تو نے پایا مجھے اور پھر کھو دیا
میں گیا وقت ہوں اب صدائیں نہ دے

ہچکیاں لے رہی ہے شمعِ آرزو،
بجھ نہ جائے کہیں یوں ہوائیں نہ دے

زندگی بھر نہ جن سے تعارف ہوا
جاتے جاتے ہمیں یہ وفائیں نہ دے

ہر کسی پہ گماں تیرا ہونے لگے
میرے محبوب اتنی ادائیں نہ دے

خون سے لکھ نہ اشکوں میں کچھ بات کر
میری چاہت میں خود کو سزائیں نہ دے

وہ سمجھتا ہے دل کی زباں دوستو
کوئی انجؔم کو جھوٹی دعائیں نہ دے

❋❋❋

پُونچھ ۱۹۸۹ء

☆

تلخیوں کو بھی قبا خوابوں کی پہنائی گئی،
زندگانی یوں کھلونے دے کے بہلائی گئی

جس کو جھکنے میں خدا کے سامنے بھی عار تھی
وقت سے پھر وہ جبیں پتّھر پہ رکھوائی گئی

زندگی کا فیصلہ تو سب کو ہوتا ہے عزیز
کیا کیا تو نے کہاں سب تیری دانائی گئی

تو کہے تو آزما لیں آخری ترکش کا تیر
اور اگر ترکِ تعلق سے نہ رسوائی گئی ؟

اپنا افسانہ بھی انجم یوں ہوا آخر تمام
داستانِ قیسؔ پھر اک بار دہرائی گئی

پُونچھ ۱۹۸۹ء

❁❁❁

☆

اداؤں میں کمی کردے فضا میں سادگی بھر دے
تبسم یوں ہی رہنے دے نظر میں دلکشی بھر دے

بدلتا دور ہے ذوق تغزل کی قسم تجھ کو
میرے محبوب سوچوں میں ذرا سنجیدگی بھر دے

مجھے تو نت نئی تخلیق سے بہتر لگے یا رب
انہی افسردہ چہروں میں ذرا سی تازگی بھر دے

میرا دعویٰ ہے پائے گا یہیں بکھرے ہوئے موتی
کوئی تاریک گلیوں میں کبھی جو روشنی بھر دے

کبھی قسمت جو لائے محفلوں میں جان محفل کو
زمانے بھر کی بے کیفی میں انجم زندگی بھر دے

پونچھ ۱۹۸۹ء

❁❁❁

☆

مصوّر نے کہیں پہ جا بجا رنگینیاں بھر دیں
کہیں معصوم بچوں کے لبوں پہ سسکیاں بھر دیں

جبینوں پر شکن ڈالی نگاہوں سے بھرم چھینا
مروّت کی جگہ ذہنوں میں بھی تاریکیاں بھر دیں

حجاب آلود نظریں خاصہ تھیں خاتونِ مشرق کا
ہوس کاروں نے اس تہذیب میں بے باکیاں بھر دیں

تیرا آنا بھی دل کی وادیوں میں کیسا آنا تھا
کہ سنجیدہ فضاؤں میں غضب کی شوخیاں بھر دیں

حسیں شہکار ہے انجمؔ بھی اُسکے شاہکاروں میں
فقط خاکہ سنہری زندگی میں تلخیاں بھر دیں

پُونچھ ۱۹۸۹ء

❁❁❁

☆

کسی ظالم کو بھی احباب نے ہمدردیاں لکھ دیں
کسی حقدار کے حق میں فقط محرومیاں لکھ دیں

جو تقدیریں بنائیں جو سنواریں گیسوئے جاناں
انہی معصوم ہاتھوں نے مجھے مجبوریاں لکھ دیں

میں پتھر ہو چلا ہوں جب ترے وعدوں کے سنگم پر
یہ کیسے موڑ پر تو نے مجھے تنہائیاں لکھ دیں

تیری سکھیاں بھی شوخی سے یقیناً پوچھتی ہونگی
یہ کس نے خط میں تجھ کو اس قدر بے تابیاں لکھ دیں

مجھی سے پوچھتی ہیں اب میری قسمت کی ریکھائیں
تیرے جیون میں انجمؔ کس نے بے جا تلخیاں لکھ دیں

پُونچھ ۱۹۸۹ء

❋❋❋

☆

محبت سے جنوں تک چاہتوں کا سلسلہ نکلا
تمہیں دیکھا تو دل سے خواہشوں کا قافلہ نکلا

جسے نظروں سے دل تک کا سفر سمجھے تھے ہم دونوں
چلے تو وہ سفر کوئی صدی کا فاصلہ نکلا

تجھے شعروں میں ڈھالیں گے غزل میں گنگنائیں گے
تیرے غم کو چھپانے کا عجب یہ سلسلہ نکلا

یہ سپنے ہی سہی لیکن ہمیں اب تم سے ملنے کی
کوئی صورت نظر آئی کوئی تو راستہ نکلا

وہ کہہ دیتا ہے ہر اک بات سب کے روبرو انجمؔ
اسے ہر ایک پہلو سے جو دیکھا آئینہ نکلا

پُونچھ ۱۹۹۰ء

❁❁❁

☆

شہرِ وفا کے سچے موتی پھول ستارے تیرے نام
دردِ محبت کرب جدائی خواب سہارے تیرے نام

میرا جیون تپتا صحرا پیاسے لب میری پہچان
تجھ پہ قرباں سات سمندر ، جام کنارے تیرے نام

یاد کے موسم ہجر کی راتیں میرا مقدر ظلمتِ شب
آس کا دیپک رات ملن کی صبح کے تارے تیرے نام

کب سے کھڑے ہیں میل کا پتھر بن کر تیری راہوں میں
آجا آخری سانس بھی کر دیں ہجر کے مارے تیرے نام

جاتے جاتے لے جا انجمؔ تحفہ ایک ہمارا بھی
یاد سے میٹھے خواب سے سندر شعر ہمارے تیرے نام

پونچھ ۱۹۹۰ء

☆

میں سراپا درد ہوں اب کیا دوا میرے لئے؟
اے مسیحا موت کا پیغام لا میرے لئے

میں نے خود ہی ڈوبنا چاہا تھا موجیں دیکھ کر
کاوشیں کرتا بھی کیسے ناخدا میرے لئے

پاس رہ کر بھی وہ مجھ سے بات تک کرتا نہ تھا
سوچتا ہوں پھر بھی تھا اک آسرا میرے لئے

میں بچھڑ جانے پہ بھی اک عمر تک زندہ رہا
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوتی سزا میرے لئے

ماہ و انجم آہ و نغمہ سب پہ قابض ہو گیا
کوئی بھی چھوڑا نہ اُس نے راستہ میرے لئے

پُونچھ ۱۹۹۰ء

☆

جب نہ ہونگے، ہمیں دیوانہ لکھا جائے گا
اپنی چاہت کو بھی افسانہ لکھا جائے گا

شہر میں جب نہ رہے گا ترے ملنے کا سماں
کل اسی شہر کو ویرانہ لکھا جائے گا

یہ ہے دُنیا، یہاں بستے ہیں دنیا والے
جس کو چاہیں گے وہ فرزانہ لکھا جائے گا

ہم کو منظور یہی سجدوں سے داغی چہرہ
تیری صورت کو تو اپنا نہ لکھا جائے گا

تم جو چاہو تو محبت کو فسانہ کہہ لو
ہم سے تو پیار کو ایسا نہ لکھا جائے گا

جنکی نظموں کے عنوان بنے ہو انجمؔ
سب کے ہاں تم کو بیگانہ لکھا جائے گا

❀❀❀

پُونچھ ۱۹۹۰ء

☆

سب کے ساجن پاس بلائیں عید منائیں عید کے دن
میرے نینا ساون جیسے خون رلائیں عید کے دن

دکھ جھیلے اک سال پیا کی آس لگائے آنکھوں میں
عید ملن ہے عید بھی کیا جب وہ نہ آئیں عید کے دن

کرنا پڑا ہے راز یہ افشاں، یہ میری مجبوری ہے
میرے شعر بھی مجھکو تیری یاد دلائیں عید کے دن

جگ میں ہر سو بکھری خوشیاں اپنی قسمت میں اندھیارے
ہم اپنے ٹوٹے سپنوں سے دل بہلائیں عید کے دن

آس کا دیپک جلتا رکھنا، رکھنا دور نراشا سے
انجؔم چلو انامیکؔا کو غزل سنائیں عید کے دن

پونچھ ۱۹۹۰ء

❁❁❁

☆

ہاتھوں کی لکیروں سے پوچھو قسمت کے ستاروں سے پوچھو
عنوان میرے افسانے کا بے جان سہاروں سے پوچھو

نا حق، پریشاں کردے گی یہ موجوں کی تکرار تمہیں
کیسے سفینہ ڈوب گیا، خاموش کناروں سے پوچھو

کس کس نے اجاڑا کیا کہیئے یہ شہر میرے ارمانوں کا
احوال میری محرومی کا بے کیف بہاروں سے پوچھو

جی جان سے تم کو ہی چاہا دن رات دعاؤں میں مانگا
آئے نہ یقیں تو مسجد کی معصوم دیواروں سے پوچھو

چاہت کی حویلی کا رستہ سب شہر وفا کے دروازے
اے جان ثریا! ہم ایسے بے خواب ستاروں سے پوچھو

پونچھ ۱۹۹۰ء

❁❁❁

☆

محبت کو وفا کو آرزو کو کیا ہُوا اب کے
اُلجھ کر خواہشوں سے لوٹ آتی ہے دعا اب کے

جہاں تجھ سے ملے تھے، چاندنی راتوں کے دامن میں
وہاں کچھ بھی نہ دیکھا تیری یادوں کے سوا اب کے

بہت بے کیف لگتی ہیں فضائیں بھی بہاریں بھی
ترے بِن سونا سونا ہے وہ جھرنا پیار کا اب کے

وہی موسم وہی رستے نہ لیکن ہمسفر کوئی
کوئی پتھر سا یادوں کا میرے دل پہ رہا اب کے

جہاں پر خوبصورت سی غزل تم نے سنائی تھی
وہی منظر میں تنہا دیر تک دیکھا کیا اب کے

ہوا بدلے فضا بدلے بجا لیکن ستم یہ ہے
کہ جس پہ نام لکھا تھا وہ پتھر بھی نہ تھا اب کے

پُونچھ ۱۹۹۰ء

☆

مسافر ہیں مگر یہ ہمسفر ہونے سے ڈرتے ہیں
ہمارے ناخدا زیروزبر ہونے سے ڈرتے ہیں

کہاں لے جائے گی آخر ہمیں دیوانگی اپنی
ثمر کی آس ہے، اہل ثمر ہونے سے ڈرتے ہیں

ہوئے جب آشنا منزل سے اب ہوتا ہے کچھ ایسا
دعائیں مانگتے تو ہیں اثر ہونے سے ڈرتے ہیں

کہاں پرواز تھی تیری ،فرشتے رشک کرتے تھے
کہاں اب جانور تک بھی بشر ہونے سے ڈرتے ہیں

محبت کا دلوں میں ہر طرف طوفان ہے لیکن
سبھی اک دوسرے سے باخبر ہونے سے ڈرتے ہیں

ستایا وقت کی آندھی نے یوں بوڑھے درختوں کو
کہ اب یہ پھولنے پھلنے شجر ہونے سے ڈرتے ہیں

❁❁❁

پونچھ ۱۹۸۹ء

☆

کوئی بتائے کیا ہوتا ہے
دل میں کچھ کچھ سا ہوتا ہے

ہوتا ہے جب پاس وہ میرے
دل کا حال جدا ہوتا ہے

حد سے آگے بڑھ جائے تو
دل کا درد دوا ہوتا ہے

لب پہ نام نہیں جو آتا
دل پہ لکھا ہُوا ہوتا ہے

کاش! تمہیں احساس ہو انجمؔ
دردِ محبت کیا ہوتا ہے

پُونچھ ۱۹۹۰ء

❁❁❁

☆

پیاسے لبوں پہ کوئی سمندر تراش دے
یا ذہن سے خلیج کا منظر تراش دے

پوچھو نہ صدر بُشؔ کے تم مکر و فریب کی
کس کی مجال ایسا ستمگر تراش دے

اسلام دشمنی کو پہنا کر، غمِ کویت
بصرہ میں کربلا کا سا محشر تراش دے

یارب یہ بندگی یہ غمِ دل، غمِ حیات
پابندی وفا ہے تو پتھر تراش دے

جلتے سمندروں کے سب پنچھی اداس ہیں
خانہ بدوش مچھلیوں کو گھر تراش دے

(۱۹۹۱ء خلیجی جنگ کے پس منظر میں لکھی گئی) پُونچھ ۱۹۹۱ء

☆

یہ میری غزل کی ہیں بندشیں، کہ ہیں تیرے شہر کی لڑکیاں
انہیں دیکھیئے بھی تو حیرتوں سے ہی پھیل جاتی ہیں پتلیاں

تو چرا کے لایا ہے خوشبوئیں یہاں موتیا سے گلاب سے
تیری رنگتوں کی مثال کیا گویا لوٹ لی سبھی تتلیاں

یہ تو 'آج تو ہے فریب سا، جہاں تو ہے کل کوئی اور ہو
ابھی کل تلک تھیں سجی ہوئی یہاں میرے نام کی تختیاں

تجھے موج طوفاں کی لے گئی مجھے ناخداؤں کی سازشیں
کبھی ساحلوں کے بگاڑ سے بھی تو ڈوب جاتی ہیں کشتیاں

نہیں با اثر یہ نصیحتیں مجھے کالجوں سے ملے گا کیا
غمِ عاشقی ہے وہ غم صنم ،جہاں ہیچ ہیں ساری ڈگریاں

پونچھ ۱۹۹۱ء

✿✿✿

☆

سوچ رہا ہوں تیرے دل کا موسم کتنا اچھا ہوگا
خواب جزیروں پہ جب کوئی آس کا پنچھی اترا ہوگا

چاند نگر میں جاکر اسکو یاد میری جب آئی ہوگی
آنگن کے اس پیڑ تلے اک سایہ سا لہرایا ہوگا

چلتے چلتے اک اک بات پہ تو بھی تو رک جاتی ہوگی
جب جب ساون کے اشکوں سے تیرادامن بھیگا ہوگا

مجھکو ہے معلوم کہ دل پر ایک قیامت گذری ہوگی
بچپن کا وہ بچھڑا ساتھی جب نہ لوٹ کے آیا ہوگا

رستہ روکے تو ہو جائیں دو دو ہاتھ زمانے سے بھی
ہم نے تو یہ عزم کیا ہے تم نے بھی کچھ سوچا ہوگا

پونچھ ۱۹۹۱ء

☆

تیرا عہد وفا ہے اور میں ہوں
غموں کا سلسلہ ہے اور میں ہوں

تمہاری ٹھوکروں میں منزلیں ہیں
ادھر بس راستہ ہے اور میں ہوں

یہ صدمے تم پہ گذریں تو ہی جانو
یہ میرا حوصلہ ہے اور میں ہوں

تمہیں فرصت نہیں ہے انجمن سے
یہاں میرا خدا ہے اور میں ہوں

میرے دن رات کا قصہ نہ پوچھو
کسی کی بد دعا ہے اور میں ہوں

پونچھ ۱۹۹۱ء

☆

آج بھی خوابوں میں ہے کچھ روشنی کہنا اُسے
دل کے رشتوں میں نہ برتے بے رخی کہنا اُسے

اجنبی لگتا ہے یہ سارا جہاں تیرے بغیر
تیرے بن کٹتی نہیں اب زندگی کہنا اُسے

تم جہاں ملتے تھے واں پہ آج بھی ہے منتظر
پیڑ کے سائے تلے اک اک آدمی کہنا اُسے

چاہتوں کے بعد بھی ان قربتوں کے باوجود
اب بھی ہونٹوں پہ لکھی ہے تشنگی کہنا اُسے

جانِ انجؔم تو کبھی 'بامِ ثریا' پہ تو آ
ڈھونڈتی ہے جگنوؤں کی روشنی کہنا اُسے

پُونچھ ۱۹۹۱ء

✪✪✪

☆

کیا سمجھائیں کیسا تھا
جیسا تھا، وہ اچھا تھا

مل کر یہ احساس ہوا
وہ بھی کتنا تنہا تھا

غم کی بھیڑ میں کھوکر وہ
اکثر ہنستا رہتا تھا

درد و الم ہو شکوہ ہو
ہم سے کہتا سنتا تھا

'خاص' نہیں تھا لیکن انجمؔ
اپنے دل کو بھاتا تھا

پُونچھ ۱۹۹۱ء

☆

وہ رات کی رانی آنگن میں آئی تھی کبھی خوشبو کی طرح
سوچوں بھی تو سوچوں پہ میری چھا جاتی ہے جادو کی طرح

دل ہی کو نہیں چاہت میں تیری جاں کو بھی جلایا ہے ہم نے
برسوں تک من مندر میں تجھے پوجا ہے کسی سادھو کی طرح

سو بار زمانے نے جاناں ہم کو یوں مقابل دیکھا ہے
بیتاب سوالی آنکھیں اور وہ حسن کسی بابو کی طرح

جب پھول مہکتے دیکھوں تو اک خواب کی صورت آنکھوں میں
تصویر تیری آجاتی ہے پلکوں میں چھپے آنسو کی طرح

یوں رنگ بدلنا دنیا کا دستور سہی لیکن انجؔم
تو شمع وفا نہ رکھا کر جلتی بجھتی جگنو کی طرح

سرینگر ۱۹۹۲ء

❁❁❁

☆

پریشاں زندگی ہے اور ہم ہیں
تیری بیگانگی ہے اور ہم ہیں

شب تاریک میں یادوں کی خوشبو
ذرا سی چاندنی ہے اور ہم ہیں

اُدھر موج جوانی اور تم ہو
اِدھر تشنہ لبی ہے اور ہم ہیں

ہماری زندگی کیا زندگی ہے
کہ جاں تو چھن گئی ہے اور ہم ہیں

غموں کی بھیڑ میں کھوئے ہیں انجم
بس اک اُنکی کمی ہے اور ہم ہیں

پُونچھ ۱۹۹۲ء

❖❖❖

☆

ان آنکھوں میں کیا رکھا ہے
عشق ہے جو، چھپا رکھا ہے

دیوانہ ہوں آندھی میں بھی
ایک چراغ جلا رکھا ہے

تیرے پیار میں ہم نے دیکھو
کیسا حال بنا رکھا ہے

تیری یادوں نے سینے میں
اک کہرام مچا رکھا ہے

دل کی دیواروں پہ انجم
اُس کا نام لکھا رکھا ہے

پُونچھ ۱۹۹۲ء

☆

کیسے بھولے بھالے ہو
خواب کی باتیں کرتے ہو

اپنے دل کو بھی سمجھاؤ
دنیا کو سمجھاتے ہو

لوگوں سے سنتا رہتا ہوں
سوچ میں ڈوبے رہتے ہو

تجھ پہ واروں یہ دنیا
کتنے پیارے لگتے ہو

مجھ سے کتنا پیار ہے انجمؔ
کیا کیا لکھتے رہتے ہو

جموں ۱۹۹۲ء

☆

ہاتھ اٹھتے نہیں ہیں دل سے دعا کیا مانگوں؟
جانے والے بتا تیرے سوا کیا مانگوں؟

تری بستی میں، اندھیرے کی حکمرانی ہے،
اس شہنشہ سے اُجالے کیا ضیا کیا مانگوں؟

خشک صحرا بھی ہے بادل بھی نگاہوں میں تیری
تجھ سے رحمت کے سوا میرے خدا کیا مانگوں؟

اس جہاں میں تو الٰہی نہیں اگتی یہ فصل
تیری دنیا میں محبت کا صلہ کیا مانگوں؟

تو ہے قاتل میری معصوم تمناؤں کا
میرے منصف یہ بتا خونبہا کیا مانگوں؟

جموں ۱۹۹۳ء

☆

تنہا تنہا زندگی اور تیرا شہر
اس قدر بے چارگی اور تیرا شہر

بھول جاؤں تجھ کو او زندہ رہوں
اپنی یہ دیوانگی اور تیرا شہر

اب بھی مجھ سے چھین لیتے ہیں مجھے
چودھویں شب چاندنی اور تیرا شہر

دیکھ لی سب نے تیری دریا دلی
اپنی یہ تشنہ لبی اور تیرا شہر

دور تک اندھے سفر کا سلسلہ
میں ذرا سی روشنی اور تیرا شہر

جموں ۱۹۹۳ء

☆

اک فقیرِ بے سرو ساماں کی ہے آواز، دیکھ
کِس قدر ہے گُنبدِ خضرا پہ اِسکو ناز، دیکھ

اُسکے آگے کا سفر مولا بہت آسان ہے
مُجھکو پہنچا دے مدینے پھِر میری پرواز، دیکھ

ہم کہ دونوں ایک ہی مہوش کی زُلفوں کے اسیر
اے رقیبِ با صفا، میرا بھی یہ اعجاز دیکھ

تنہا تنہا اب پیا جائے نہ اشکوں کا نمک
اب تو پاس اپنے بُلا لے اے میرے دمساز دیکھ

عُمر بھر لا تقنطُو کی آس پہ جیتا رہا
ایک دیوانے کا انجُم پیار کا انداز دیکھ

سرینگر ۱۹۹۵ء

☆

کتنے درد سہیں گے بابا
کب تک قید رہیں گے بابا

چھوٹی چھوٹی باتیں آخر
کس کے ساتھ کریں گے بابا

تجھ پہ جان نثار کریں گے
تیرا نام نہ لیں گے بابا

تنہائی کے موڑ پہ اکثر
تم سے آن ملیں گے بابا

بچے اک دن پوچھ ہی لیں گے
کب تک آپ جئیں گے بابا

جموں ۱۹۹۳ء

❀❀❀

☆

حسیں نظاروں کی بات کیجئے نہ گلفشاروں کی بات کیجئے
ہجر کے موسم کا ہے تقاضا، ہجر کے ماروں کی بات کیجئے

حسین چہرے حسین لمحے، حسین وادی حسیں فسانے
گئے دنوں کی حکائتیں ہیں یہ، دل فگاروں کی بات کیجئے

ہے وقت سو منصفوں کا منصف وہ رہبروں سے حساب لے گا
وفا کے دھوکے میں جو لُٹے، ان جانثاروں کی بات کیجئے

میں اپنا قصہ جو لے کے بیٹھا تمہارا مذکور بھی تو ہو گا
ستمگروں کا ستم سلامت وفا شعاروں کی بات کیجئے

نصیبِ انجمؔ ہے ڈوب جانا، کہ جاتے جاتے سحر تو کر دی
جو چاند سورج سے معتبر ہیں کچھ ان ستاروں کی بات کیجئے

سرینگر ۱۹۹۴ء

❁❁❁

☆

تیری خاطر ترے بہانے زندہ ہیں
لوگ نہ سمجھیں نام کمانے زندہ ہیں

تجھ کو کیسے یار زمانہ بھولے گا
جب تک میرے خواب خزانے زندہ ہیں

جن کا تو نے کبھی بھروسہ تک نہ کیا
ایسے لوگ ہی پیار جتانے زندہ ہیں

چلتے ہیں دوچار قدم پھر بچھڑیں گے
دنیا کی اک رسم نبھانے زندہ ہیں

لاکھ بہانے لکھتے ہیں ہم لکھنے کو
سچ پوچھو تو زخم پرانے زندہ ہیں

آس لٹا کر دعویدار محبت کے
کیوں کیسے کس حال نہ جانے زندہ ہیں

دشمن بھی حیران ہیں انجم اپنے بھی
رکھے ہیں بس یار خدا نے زندہ ہیں

سرینگر ۱۹۹۵ء

☆

ہوئے ہر شاخ سے رخصت ثمر آہستہ آہستہ
گرا جاتا ہے نیکی کا شجر آہستہ آہستہ

کوئی منظر ابھی ان پُتلیوں میں قید ہے شاید
شب فرقت نگاہوں سے گذر آہستہ آہستہ

تمہیں جانِ وفا کے نام سے جانے ہے یہ دنیا
بھلا دے پیار کو دل سے مگر آہستہ آہستہ

کئے جاؤ ستم اہلِ وفا پر شوق سے لیکن
رلائے گا کسی دن یہ ہنر آہستہ آہستہ

یہ شعلے جو اگائے ہیں دیارِ غیر میں تم نے
جلا دیں گے کسی دن اپنا گھر آہستہ آہستہ

سرینگر ۱۹۹۵ء

☆

لمحہ لمحہ بڑھتی جائے تشنگی کہنا اسے
اب پیا جائے نہ زہر زندگی کہنا اسے

روتے روتے مسکرانے کا ہنر آتا نہیں
کب تلک غم کو چھپائے آدمی کہنا اسے

صحن گلشن میں نہیں ہے رنگ و بو تیرے بغیر
حسرتوں سے دیکھتی ہے ہر کلی کہنا اسے

میں کہ زِندہ ہوں مگر ہوں، زِندگی سے دُور تر
کیسے سمجھاؤں تُمہیں یہ بے بسی، کہنا اُسے

تیرے انجؔم نے تیری رُسوائیوں کے خوف سے
احتیاطاً چھوڑ دی ہے شاعری کہنا اُسے

سرینگر ۱۹۹۵ء

❁❁❁

☆

پلکوں کو بچھا دیں گے اک بار چلے آؤ
الفت کا صلہ دینگے اک بار چلے آؤ

سینے میں سلگتی ہے اک آس کی چنگاری
حالات بجھا دینگے اک بار چلے آؤ

سوچو تو دھرا کیا ہے ماضی کے فسانوں میں
ہر بات بھلا دینگے اک بار چلے آؤ

ہم جانتے ہیں تم کو دنیا نے ستایا ہے
ہم دل میں جگہ دینگے اک بار چلے آؤ

مجھ کو بھی شکایت ہے بے درد زمانے سے
جو چاہو سزا دیں گے اک بار چلے آؤ

مانا کہ نہیں مطلب ہم ایسے فقیروں سے
درویش دعا دیں گے اک بار چلے آؤ

سرینگر ۱۹۹۵ء

☆

روئے صبح شام بہت
بے شک تھا آرام بہت

اسکا کوئی نام نہ لے
وہ جس کے ہیں نام بہت

حسن کا دامن صاف مگر
عشق کے سر الزام بہت

ان سے تھا اک کام ہمیں
اور انہیں ہیں کام بہت

آنسو آہیں درد فراق
قدرت کے انعام بہت

ان آنکھوں ان زلفوں نے
باندھے ہیں بے دام بہت

انجم یاد آتے ہیں مجھے
ماضی کے ایام بہت

سرینگر ۱۹۹۵ء

نظم:

وارث شاہ

مجھے اپنی وفائیں دے!

میں تیرے نام کرتا ہوں
خیالوں کی نزاکت
روح کی پاکیزگی
سپنوں کی سندرتا

مجھے اپنی وفائیں دے!

کروں قربان تجھ پہ میں
تصور کا حسن
دل کی پشیمانی
حسیں یادیں

مجھے اپنی وفائیں دے!

میں تیرے نام کردا ہاں
بساکھی رُت
وچھوڑے دی چبھن
کلیاں دی نمرتا

مجھے اپنی وفائیں دے!

صنم تو ہیر ہے میری
میں وارث شاہ !

سرینگر ۱۹۹۶ء

نظم

قیامت

ایک ندیا کے جب دو کنارے ہیں ہم
تو ملن رت کہاں اپنے سنجوگ میں
میں ہوں شبنم کا قطرہ
تو پہلی کرن
ہاں!
وہ مغرب کے سورج کی پہلی کرن!

سرینگر ۱۹۹۶ء

✪✪✪

قطعات

۱

وہ گھروندا جس پہ ٹوٹا آسماں میرا ہی تھا
بجلیاں جس پہ گریں وہ آشیاں میرا ہی تھا
زخم کھا کر دے دعائیں جو تجھے اس شہر میں
یاد رکھنا یہ خلوصِ بے کراں میرا ہی تھا

۲

جب بھی یاد ستائے مجھ کو خط لکھنا
رات کو نیند نہ آئے مجھ کو خط لکھنا
جن اپنوں کی خاطر میرا دل توڑا
وہ جب لگیں پرائے مجھ کو خط لکھنا

۳

پہلو میں انکے بیٹھ کے جنت بھی دیکھ لی
ان سے جدا ہوئے تو قیامت بھی دیکھ لی
آئے تھے چشم تر لئے جاتے ہیں اشکبار
دو دن میں زندگی کی حقیقت بھی دیکھ لی

۴

جانے والا ہمیں یاد آیا بہت
ہم نے گایا نہیں گنگنایا بہت
ایک مانوس دستک نے کل دیر تک
تیری یادوں کا در کھٹکھٹایا بہت

۵

دِلِ ناداں نے سمجھایا بہت تھا
وہ خود بھی جا کے پچھتایا بہت تھا
اسے اب قربتوں کی آرزو ہے
وہ جس نے ہم کو ٹھکرایا بہت تھا
گھنے پیڑوں کو خاطر میں نہ لائے
ہمارے سر پہ اک سایا بہت تھا

۶

تمنا لُٹ گئی تو ہم نے جانا،
وہ جائز بھی تھی اور پایاب بھی تھی
وہ ندیا جس نے سب کو باز رکھا،
بہت گہری نہ تھی، بے آب بھی تھی

☆

متفرقات

اداس آنکھوں میں سپنے سجا گیا کوئی
شبِ حیات میں جگنو جگا گیا کوئی

جلا کر راکھ کر دیتا مجھے سورج زمانے کا
پناہ دیتے رہے لیکن خیالِ یار کے سائے

جگر کے خون سے انجم غموں کی آبیاری کر
کبھی نخلِ وفا دل کے سکوں سے سوکھ جاتی ہے

مُدت سے ہم ہیں قبر میں بے خوف وغم پڑے
اب وہ نہیں جو تیرے غم سہتے تھے زندگی

انجم نہ اسقدر بھی کوئی بے لحاظ ہو
مارا اسی نے ہم جسے کہتے تھے زندگی

امتحاں سے کیوں ڈریں اولادِ ابراہیم ہیں
آگ سے دامن بچانا ہم کو آتا ہی نہیں

خلوت میں کبھی جو شام ڈھلے موسم ہو کسی کی آمد کا
سینے سے نکل کر دل انجم آنکھوں میں دھڑکنے لگتا ہے

موت آئی تو یہ احساس بھی جاگا انجُم
عمر لمبی تھی جو پل بھر میں گنوا دی میں نے

کاسۂ دل لیکے اب پھرتا ہے در بدر
انجم وفا کے شہر کا جو تاجدار تھا

اچھا کیا خلوص و وفا تم نے چھوڑ کر
اب میں بھی اس خیال کا قائل نہیں رہا

میرا دعویٰ وہ حسیں ہے چاند پہ دنیا بضد
چودھویں شب رُو برو تو فیصلہ ہو جائیگا

میں زمانے بھر کے دل میں دھڑکنیں رکھ جاؤنگا
یوں نہ سوچو مر کے انجُم بس فنا ہو جائیگا

چل بیاباں میں اے دل رشتوں کا جزیہ کرادا
اب تو وحشت ہی دلاتی ہے شناسائی مجھے

جانتا ہوں کچھ نہیں آداب الفت کا صلہ
کیا کروں انجم نہیں آتی زلیخائی مجھے

چلے تھے کبھی مل کے جن راستوں پر
تمہیں ان سے کہدو ہمیں بھول جائیں

سو کر اکثر جاگتے رہنا کتنا اچھا لگتا ہے
کبھی کبھی یادوں میں کھونا کتنا اچھا لگتا ہے

مجھکو لگتا ہے کہ اک دن تیرے میرے درمیاں
دوریاں مٹ جائیں گی اور فاصلہ رہ جائے گا

وہ دور ہوا بچھڑا تو نہیں
ہر جائی ہو وہ ایسا تو نہیں
مجھ کو نہ تسلی دے کوئی
ٹوٹا ہوں ابھی بکھرا تو نہیں

شب بھر چاند کو دیکھا ہے
بالکل تیرے جیسا ہے

دل کا حال اسی سے پوچھ
اشک وہیں سے آتا ہے

نام کیا راہ وفا میں دو گے دیوانے کے بعد
وسعتیں مانگے ہے وحشت اور ویرانے کے بعد

یہ نہ آغازِ محبت ہے نہ تکمیلِ وفا
لاکھ افسانے بنیں گے تیرے افسانے کے بعد

جو آئے روبرو تو وہ لپٹ کے رو بھی لے ہم سے
مگر اس شوخ کا خاصا ہے تحریروں میں کم لکھنا

فسانہ گل کے سائے میں ستاروں سے تیری باتیں
غزل خوشبو کے پیرائے میں، ہستی کے الم لکھنا

زندگی کی خدا را دعائیں نہ دے
جاں بلب ہوں اب اتنی سزائیں نہ دے

تو نے پایا مجھے اور پھر کھو دیا
میں گیا وقت ہوں اب صدائیں نہ دے

جس کو جھکنے میں خدا کے سامنے بھی عار تھی
وقت سے پھر وہ جبیں پتھر پہ رکھوائی گئی

مجھے تو نت نئی تخلیق سے بہتر لگے یا رب
انہی افسردہ چہروں میں ذرا سی تازگی بھر دے

دُنیا و مافیھا بے شک چھ ہی دن میں بن گئے
صدیاں گذری ہونگی انجم دل بنانے کیلئے

فطرت میں وہ بادل ہے ہم جانتے ہیں اسکو
صحرا پہ گرجتا ہے ساگر پہ برستا ہے

حسیں شہکار ہے انجم بھی اسکے شاہکاروں میں
فقط خاکہ سنہری زندگی میں تلخیاں بھر دیں

تیرا آستاں ہے کہ ماتم کدہ ہے
مسیحا بھی جاتا ہے بیمار بن کر

نہ کرتے دعائیں تو وہ مل بھی جاتا
گنوایا ہے اسکو طلبگار بن کر

تجھکو پاگل نہ بنا دے یہ ستاروں کا شمار
یاد کے موسم میں اتنی دیر تک جاگا نہ کر

اس عمل سے اپنی ہی پہچان کھو جائے گا تو
اسقدر ہر نقش پا کو غور سے دیکھا نہ کر

جسے نظروں سے دل تک کا سفر سمجھے تھے ہم دونوں
چلے تو وہ سفر کوئی صدی کا فاصلہ نکلا

تجھے شعروں میں ڈھالیں گے غزل میں گنگنائیں گے
تیرے غم کو چھپانے کا عجب یہ سلسلہ نکلا

فطرت سے اپنی باز نہ آئے گا آدمی
پھر سے پلٹ کے غار میں جائے گا آدمی

انساں کے مقدر میں سرابوں کا سفر ہے
جانے دو خود ہی لوٹ کے آئے گا آدمی

جی جان سے تم کو ہی چاہا دن رات دعاؤں میں مانگا
آئے نہ یقیں تو مسجد کی معصوم دیواروں سے پوچھو

چاہت کی حویلی کا رستہ سب شہر وفا کے دروازے
اے جان ثریا ہم ایسے بے خواب ستاروں سے پوچھو

میں پتھر ہو چلا ہوں جب تیرے وعدوں کے سنگم پر
یہ کیسے موڑ پہ تو نے مجھے تنہائیاں لکھ دیں

بچے اک دن پوچھ ہی لیں گے
کب تک آپ جئیں گے بابا

کہاں لے جائے گی آخر ہمیں دیوانگی اپنی
ثمر کی آس ہے، اہل ثمر ہونے سے ڈرتے ہیں

ستایا وقت کی آندھی نے یوں بوڑھے درختوں کو
کہ اب وہ پھولنے پھلنے شجر ہونے سے ڈرتے ہیں

پاس رہ کر بھی وہ مجھ سے بات تک کرتا نہ تھا
سوچتا ہوں پھر بھی تھا اک آسرا میرے لئے

میں بچھڑ جانے پہ بھی اک عمر تک زندہ رہا
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوتی سزا میرے لئے

ہوتا ہے جب پاس وہ میرے
دل کا حال جدا ہوتا ہے

حد سے آگے بڑھ جائے تو
دل کا درد دوا ہوتا ہے

سوچ رہا ہوں تیرے دل کا موسم کتنا اچھا ہوگا
خواب جزیروں پہ جب کوئی آس کا پنچھی اترا ہوگا

چاند نگر میں جا کر اسکو یاد میری جب آئی ہوگی
آنگن کے اس پیڑ تلے اک سایہ سا لہرایا ہوگا

تمہاری ٹھوکروں میں منزلیں ہیں
ادھر بس راستہ ہے اور میں ہوں

تمہیں فرصت نہیں ہے انجمن سے
یہاں میرا خدا ہے اور میں ہوں

تم جہاں ملتے تھے واں پہ آج بھی ہے منتظر
پیڑ کے سائے تلے اک اک آدمی کہنا اسے

جان انجم تو کبھی بام ثریا پر تو آ
ڈھونڈتی ہے جگنوؤں کی روشنی کہنا اسے

عشق کیا بدنام ہوئے
بس اتنا سا قصہ تھا

تصویروں کے شہر میں جا کر
باتوں میں کیا رکھا تھا

وہ دور گیا بچھڑا تو نہیں
میں ٹوٹ گیا بکھرا تو نہیں

بھول جاؤں تجھ کو او زندہ رہوں
اپنی یہ دیوانگی اور تیرا شہر

اب بھی مجھ سے چھین لیتے ہیں مجھے
چودھویں شب چاندنی اور تیرا شہر

ہوئے ہر شاخ سے رخصت ثمر آہستہ آہستہ
گرا جاتا ہے نیکی کا شجر آہستہ آہستہ

اک فقیرِ بے سرو ساماں کی ہے آواز، دیکھ
کِس قدر ہے گُنبدِ خضرا پہ اِسکو ناز، دیکھ

اُسکے آگے کا سفر مولا بہت آسان ہے
مُجھکو پہنچادے مدینے پھِر میری پرواز، دیکھ

تیری خاطر تیرے بہانے زندہ ہیں
لوگ نہ سمجھیں نام کمانے زندہ ہیں

لاکھ بہانے لکھتے ہیں ہم لکھنے کو
سچ پوچھو تو زخم پرانے زندہ ہیں

مانا کہ نہیں مطلب ہم ایسے فقیروں سے
درویش دعا دیں گے اک بار چلے آؤ

تیرے انجُم نے تیری رُسوائیوں کے خوف سے
احتیاطاً چھوڑ دی ہے شاعری کہنا اُسے

شہر وفا کے سچے موتی پھول ستارے تیرے نام
تجھ پہ قرباں سات سمندر جام کنارے تیرے نام

کب سے کھڑے ہیں میل کا پتھر بن کر تیری راہوں میں
آجا آخری سانس بھی کر دیں ہجر کے مارے تیرے نام

ہے وقت سو منصفوں کا منصف وہ راہبروں سے حساب لے گا
وفا کے دھوکے میں جو لٹے ایسے جانثاروں کی بات کیجئے

یہ تو آج ہے اک فریب سا جہاں تو ہے کل کوئی اور ہو
ابھی کل تلک تھیں سجی ہوئی یہاں میرے نام کی تختیاں

آ جا اے اجل پھر ایسا سماں تنہائی میں ملنے کا نہیں
خاموش ہے ہر اک سازِ زمیں اور چاند ستارا کوئی نہیں

ڈھلتے سورج نے پوچھا کہ ہے کوئی جو میرے بعد ان اندھیروں سے لڑتا رہے
اک چراغ محبت نے بڑھ کر کہا میری کوشش تو ہے اب خدا جو کرے

پنجابی شاعری

(سدھراں سلونیاں)

غزلاں تے گیت

تیرے نام

وار وار واچیا میں دل دی کتاب وچ
تیرا ناں ہے ساریاں سوالاں دے جواب وچ

پہلی گل

پروفیسر پریم سِنگھ

جدوں وی میں شاعر انجمؔ نوں سنیاں،اوہ مینوں مِٹھا مٹھا تے پیارا پیارا لگا۔ مینوں لگدا ھے اس شاعر نوں شاعری سائیں دی دین ھے۔ اوھدیاں غزلاں تے گیت پنجابی شاعری دی ماکھی نال بھریاں پیاریاں پیاریاں پیالیاں نے۔ انجمؔ نوں بھانڈے دا وی تے بھانڈے وچ پئی دات دا وی پورا گیان ھے۔ اس ادبی فن دا پُورا پورا قابُو شاعر انجمؔ کول ھے۔دل دیاں باتاں تے ڈُنگیاں خیالاں نوں اوہ نچاندا ھے، تے بڑی ھی آسانی نال اوہ اپنے شعراں دی اُساری کر لیندا ھے۔

انجم دی شاعری وچ دردمنداں نوں روندے روندے ھسان دا چج وی موجود ھے،تے اوہ نوں اپنیاں پیڑاں تے ھوراں دے درداں نال کھیڈن دی جاچ وی ھے۔مینوں یقین ھے کہ اوہ شعر گھڑدا نہیں بلکہ اوھدے شعر غیبی دنیا توں نازل ھوندے نے تے کناں وچ ماکھیوں گھول جاندے نے:

میں بھولا انجان سوداگر
ھاسے ونڈاں درد ونڈاواں
مینوں چھڈ کے جاوندے یارا
لے جا میریاں نال دعاواں

انـجـمؔ دے شـعـر پیـار دی دنیـا تـوں آونـدے نے پر باتاں پیـڑاں دیاں پاوندے نے۔ اوہ پورے فن دے نال چوندا شعر اگلے دی تلی تے دھر جاوندا ھے:

ے بولے کاں تے سوچاں آئے
میرے ناں سنیہے تیرے

گیت جِنھے ہولے ہوندے نے اِنے ھی کھنے اوکھے نے۔ ایھہ تے دِل دے لھو نـال لِکھے جـاونـدے نے۔ ساڈے اس پیارے شاعر نوں شاعری دے ھر تول تکانت تے پورا دسترس ھے۔

دلاں وچ دوریاں وی پاوَنا کم رب دا
عمراں دے وچھڑے ملاوَنا کم رب دا
رب دیاں کماں وچ ہو جاندی ہے دیر وی
مُک جانے چاننیاں راتاں دے انھیر وی

سـاڈا انجمؔ شاعری دے ساگر وچ ڈُب کے، ڈُنگے غوطے کھا کے، سـاڈے لئی شاعری دے سُچے موتی لے آوندا ھے۔ اس شعر وچ انجم دی غوطه زنی کتنی پیاری ھے:

ے سچ کھنا تے سھنا یار سوکھلا نھیں
کوئی کوئی کھاندا ھے ایھه پُڑیاں زھر دیاں

عشق دا ،رومـانـس دا ،ایھـه پیـارا شـاعر،زندگی دیاں پیڑاں نـوں پِیندا ھے تے حیاتی دی سیجل اکھ اوھدے نیناں نوں

ھـنـجـو ھـنـجو کر دیندی ھے۔ساڈے شاعر دی تمنا ھے که انسانی زنـدگـی مـجبـور نـه ھـووے تے کسے دے نین ساون دی برسات نه بـنـن۔ زنـدگـی نـوں انـصاف ملے، ھر انسان نوں اپنا حق مِلے۔ نه پیـار نـوں تـے نـه حیـاتی نوں مجبور ھونا پووے۔ اوھنوں پیڑاں سھن دی جاچ وی آوندی ھے۔ ؎

میں اپنے لیکھیں لکھا کے لیاندے محبتاں دے عذاب سارے
تیرے لئی میں سجا کے رکھے نے شاعری دے گلاب سارے

میـنـوں اک گـلـوں انـجم نال رشک ھے۔ اوہ ھر بھانڈے وچ بـڑی چـابـکـدسـتـی نــال اپـنـی گل دھـرا دیندا ھے۔ اوہ اُستـاد ھے،پـنجابی دا، اُردو تے گوجری دا ۔ میری دعا ھے که اس پیارے فـنـکـار نـوں کدے کسے دی نظر نه لگے تے ایھه ساڈے ادبی خزانے نوں امیر کردا رھوے !

پروفیسر پریم سِنگھ
سری نگر کشمیر
۲۲ اکتوبر ۲۰۰۷ء

پنجابی غــزلاں

☆

گیت لکھاں یا غزل سناواں
میں دنیا دا قرض چکاواں

میں بھولا انجان سوداگر
ہاسے ونڈاں درد ونڈاواں

کوئی نہ محرم راز میرے دا
کس نوں دل دا حال سناواں

مینوں چھڈ کے جاوٗندے یارا
لے جا میریاں نال دعاواں

اپنی قسمت دے وچ انجمؔ
پیڑاں ہوکے ٹھنڈیاں آہواں

❁❁❁

☆

میں اوہدے جوبن دی کہانی
اوہ میرا سرناواں یارو

اوہ میرے خواباں توں سوہنی
میں اوہدا پرچھاواں یارو

جے آکھو تاں چیر کے سینہ
دل دا حال دکھاواں یارو

ہور نہ کوئی میرا قاتل
دتا مار بھراواں یارو

غزلاں دے وچ نیر پرو کے
تہاڈا قرض چکاواں یارو

☆

پل پل دل دے کول ہو وسدے
دنیا سمجھے دور نی بھاویں

تیرے بنا سورگ نہ جاواں
سدن سانوں حور نی بھاویں

اک اک ٹکڑے وچ مکھ تیرا
دل ہے چکنا چور نی بھاویں

تُساں جیہا وی لبھ لیا ہے
تھوڑا فرق ضرور نی بھاویں

تیتھوں اک وفا نہ ہوئی
ساڈے لکھ قصور نی بھاویں

☆

میں اپنے لیکھیں لکھا کے لیاندے محبتاں دے عذاب سارے
تیرے لئی میں سجا کے رکھے نے شاعری دے گلاب سارے

میرے، کھاتے چ پا دئیں توں قصور اپنی جوانیاں دے
میں تیرے ناوَیں لکھا کے رکھاں گا نیکیاں دے حساب سارے

ہزار رنگ دے میں خواب لیکے سی سپنیاں دا محل بنایا
جدائیاں دی ہوا ایہ ظالم کھنڈا گئی میرے خواب سارے

ضمیر تیتھوں اخیر اکدن لفظ لفظ دا حساب لے گی
میں اج وی رکھے نے سانبھ ہیرے تیرے خطاں دے جواب سارے

میں زندگی دی مصیبتاں دا وی رج کے انجم مذاق اڑایا
میری محبت تے ناز کردے نے جگ دے خانہ خراب سارے

❂❂❂

☆

مینوں تاں اج تیک وی بھلے نہ اوہ سندر سماں
تاریاں نال بہ کے دونویں چن نوں تکدے رہیاں

سانوں اپنے ما پیاں دتے نے ایہہ کچے گھڑے
کِنا چِر ہن جی سکاں گے اس دنیا دے چنہاں

میرے ہتھاں دی لکیراں نوں وی کر دِتا ویران
کی کراں ہن میریا ربا وے دس ہن کی کراں

میتھوں سچے رب دا وی حق نہ ہویا ادا
اج پیسے دے خداواں نوں میں کی سجدے کراں

میں تاں اک کافر دے بت نوں پوجیا ہے عمر بھر
میں کِویں دنیا،چ دعوے پارسائی دے کراں

مینوں مِل چکی ہے اپنے سارے خواباں دی سزا
اپنے لیکھاں وچ ہے بس ایہہ کہ میں سِکدا رہواں

توں مینوں بھل جان دا الزام دے سکدا نہیں
میں تاں ساہواں نال انجم نام تیرا ہی لواں

✿✿✿

☆

دل نوں درد نشانی دے جا
جگ نوں میت کہانی دے جا

فِر اکوار وسا کے دل وچ
دو پل دی سلطانی دے جا

غزلاں دی چنگیر بھرا لے
یاداں نوں زندگانی دے جا

دُنیا سنگ میں ٹُر نہیں سکدا
مینوں ٹور نمانی دے جا

دنیا بدل گئی ہے انجم
اک تصویر پرانی دے جا

☆

پیار دی بستی دل دے کول
جُلدا ہیں تاں مینوں جول

میرا مل نہیں ہیرے موتی
اُلفت دے دو مِٹھے بول

کون کسے دا دردی، ہے اج
ایویں گھر دے بھیت نہ کھول

ہوراں نوں وی ہین زباناں
اِنا وی نہ اُچا بول

پہاڑاں وچ نہیں موتی ہوندے
دل دریا کی آن پھرول

کیوں اس بھری دنیا وچ
سم گئے نے تیرے بول

ہولی جئی اکواری آکے
فر کناں وچ مِشری گھول

ایہ جندڑی نہیں دھوکھے جوگی
انجم نوں نہ اتنا رول

☆☆

ق

کون کہندا عنبراں دے تاریاں دی گل کر
سجناں وچھوڑیاں دے ماریاں دی گل کر
میں نہیں کہندا UNO دی گنجلاں سوار دے
اپنے ہی دلاں توں وساریاں دی گل کر

....

☆

چٹھی کالیا کاواں لے جا
یاداں دا پرچھاواں لے جا

پلے ہور سوغات نہ کوئی
جندڑی گھول گھماواں لے جا

تینوں دُھپاں ساڑ مکاسن
پیار دی ٹھنڈیاں چھاواں لے جا

اس بے نام حیاتی خاطر
اُلفت دا سرناواں لے جا

انجمؔ نوں بس یار ملا دے
جوگی دیاں دعاواں لے جا

۞۞۞

☆

ہولی ہولی پئی جدائی
توں نہ پیہنگ ملن دی لائی

کس نے اپنے یار وٹائے
ہائے افسوس تیری دانائی

اپنے پیار دی دشمن بن گئی
ساری دنیا سب لوکائی

اک دن تیری میری تھاں سن
اک جھلی تے اک سودائی

دل دیاں لگیاں دل ہی جانے
توں کی جانے پیڑ پرائی

سسی سوہنی شیریں مگروں
کس نے انجم پریت نبھائی

☆

سارے خواب سہانے تیرے
دل دے یار خزانے تیرے

میں صدیاں دا اک مسافر
منزل منزل رستے تیرے

بولے کاں تے سوچاں آئے
میرے ناں سنیہے تیرے

ویکھاں جد وی غزل سلونی
لگن یار بھلیکھے تیرے

دنیا ویکھ لئی ہے انجمؔ
میں وی یار بہانے تیرے

☆

بولے کاں بنیرے یار
بھُل گئے تینوں پھیرے یار

چن ورگے مکھڑے دے اگے
دونویں جگ انھیرے یار

راتیں اپنے گیت سنا لے
میری کتھا سویرے یار

ریت دیاں دیواراں سبھے
سپنے تیرے میرے یار

جد دا توں میری اکھیاں وچ
چانن چار چوفیرے یار

ساڈا دردی ہو نہیں سکیا
اوہنوں ہور بہتیرے یار

ہن تاں آجا میرے یار
صدقے جاواں تیرے یار

ق

پل دو پل نے چھاواں تیرے پیار دیاں
فِر عمراں نے گھڑیاں شِکھر دوپہر دیاں
سچ کہنا تے سہنا یار سوکھلا نہیں
کوئی کوئی کھاندا ہے ایہہ پُڑیاں زہر دیاں
بھاویں پتھر مارن لوک دیوانے نوں
چنگیاں پاون گلیاں تیرے شہر دیاں

☆

جھوٹھے سجن یار بھلیکھے
کھاہدے سوسو وار بھلیکھے

سچی سچے رب دی پوجا
غیراں دے دربار بھلیکھے

نہ کر پار ٹپّن دی چِنتا
دریا دے اس پار بھلیکھے

حالی پھیر نہ نظراں میتھوں
ہور سہی دو چار بھلیکھے

کون کسے دا دردی انجمؔ
پریت ہے دھوکھا پیار بھلیکھے

❁❁❁

☆

مُکے یار یرانے مُکے
اُلفت دے افسانے مُکے

ہیر وی بھل گئی چوری چھنے
رانجھے تے دیوانے مکے

حسن وی جاپے پھِکا پھِکا
عشق دے وی ہن دانے مُکے

ماہی فیر نہ آیا مڑ کے
ڈیکاں وچ زمانے مُکے

بالاں نوں بارود پھڑا کے
آپوں لوک سیانے مُکے

جگ وچ رہ گیا کنجر پُونا
دیپک راگ ترانے مُکے

ہن کوئی آس امید نہ انجمؔ
یاراں دے یارانے مُکے

☆

عشق سمندروں لنگھیاں سجناں
بھلن چنگیاں چنگیاں سجناں

ہن کوئی رنگ مول نہ بھاوے
تیرے رنگ وچ رنگیاں سجناں

نال تیرے نہیں پیار اجوکا
روز اول تھیں منگیاں سجناں

لوں لوں دے وچ زہر سمایا
ناگ عشق نے ڈنگیاں سجناں

پیار تیرے نے ہوش بھلائی
ڈِگ ڈِگ پینڈیاں کنگھیاں سجناں

آپے مانے موج بہاراں
میں سُولی تے ٹنگیاں سجناں

☆

بیڑی ڈوباں پار اتاراں
اکثر دل وچ سوچ وچاراں

پتھراں دے سنگ یاری لائی
ہُن کندھاں نوں جپھیاں ماراں

اوہ میری بربادی منگے
میں اوہدے لئی محل اُساراں

سانوں سولی ٹنگ کے یارا
آپے مانے موج بہاراں

بچپن جد وی چیتے آوے
وجن میرے دل دِیاں تاراں

ننگے پیری آوّن والے دے
صدقے جاون جیپاں کاراں

☆

حج زکاتاں ڈھیر نمازاں پڑھیاں میں
بند اکھیاں نال دید سجن دی وکھری سی

بُلھاں اُتے قفل لگا کے، اکھیاں سنگ
لذت اوہ تکرار کرن دی وکھری سی

ظالم دے انداز وی بھاویں ظالم سن
سانوں وی کجھ شوق مرن دی وکھری سی

بھاویں ہن آزاد وی ہاں مجبور وی ہاں
پہلوں والی یاد وطن دی وکھری سی

☆

کچیاں کندھاں کچے کوٹھے
محلاں نالوں سچے کوٹھے

پِنڈاں دی نِت یاد ستاوے
پکیاں ریتاں کچے کوٹھے

ریجھاں نال سجائے وہڑے
ارماناں سنگ رچے کوٹھے

وڈیاں نال دانائی ونڈن
بچیاں دے سنگ بچے کوٹھے

گیت

دل دیا محرما آ مِل اِکوار توں
وار دیاں جگ تے جہان تیرے پیار توں

دنیا،چ ہر پاسے غماں دی انھیریاں
دل نوں دکھاندیاں نے یاداں اج تیریاں
رونقاں نوں لا دے، آکے فر اکوار توں
دل دیا محرما آ مِل اکوار توں

سینہ میرا ساڑیا ہے تیریاں اُڈیکاں نی
لمیاں نہ کر ہن میل دی تریکاں نی
میریاں محبتاں دا کر اعتبار توں
دل دیا محرما آ مِل اکوار توں

لبھیاں نہ لبھدا ہے کوئی تیرے ورگا
انگ انگ تیرا دم پیار دا ہے بھردا
پیار دا کدی تے کر مونہوں اظہار توں
دل دیا محرما آ مِل اکوار توں

وار دیاں تیرے اتوں ست اسمان وے
سجناں تیرے توں میری جند قربان وے
بھاویں نہ نبھاویں اک وی اقرار توں
دل دیا محرما آ مِل اکوار توں

گیت

لبھدی ہووے گی سانوں کِتے تاں سویر وی
مُک جانے چانݨیاں راتاں دے انھیر وی

ملدے سی کل تیک باہواں نوں کھلار کے
اج ساتھوں لنگھ جاویں پاسے مار مار کے
دُنیا توں ساڈا کوئی جرم نکھیڑ وی
مُک جانے چانݨیاں راتاں دے انھیر وی

دلاں وچ دوریاں وی پاؤنا کم رب دا
عمراں دے وچھڑے ملاؤنا کم رب دا
رب دیاں کماں وچ ہو جاندی ہے دیر وی
مُک جانے چانݨیاں راتاں دے انھیر وی

رستے وی وکھرے تے منزلاں جدا نے
توں کی تیرے شہر والے سارے ہی خدا نے
ساڈے ول پھیرا پاویں اکواری فیر وی
مُک جائے چانݨیاں راتاں دے انھیر وی

گیت

اکوار آجا آجا آجا اکوار وے
اکھیاں دی راہیں واجاں مارداا ے پیار وے

دل وچ قصے تیری یاداں دی مہک دے
میں کی تینوں ویکھیاں فرشتے بہک دے
اکوار آجا میں بلایا لکھ وار وے
اکھیاں دی راہیں واجاں مارداا ے پیار وے
دھڑکناں اداس اتے ساہواں مجبور نی
وس گئی ہیں ہیرے کانہہ نوں جاکے اِنی دور نی
آجا کول بہہ کے اکھاں کر لئے چار وے
اکھیاں دی راہیں واجاں مارداا ے پیار وے
کہندا سی لیاواں گا میں عنبراں دے تارے وی
ٹُر گیا ہیں ساتھوں لیکے خواباں دے سہارے وی
توں تے بھل گیا ہیں سارے قول اقرار وے
اکھیاں دی راہیں واجاں مارداا ے پیار وے

گوجری شاعری

(دِل دریا)

ے میرو کم ہے دُعا کرنی دِلوں لیکے، زباں توڑی
نِکل کے میرا ہوٹھاں تیں دُعا جانے خُدا جانے

پیش گوئی

کے ڈی مینی

جدید گوجری گوسوہج بدھان مانھ ڈاکٹر رفیق انجُم کو بڑو حصو ہے۔ وہ یہ پُونچھ کی ادب خیز دھرتی کی پیداوار ہیں پر گوجری زبان کا حوالہ سنگ اُنکو تعلق اس تمام علاقہ نال سئی لگے جِت جِت وی گوجری بولی جائے۔ اک ادیب کا طور پر میں ڈاکٹر انجُم نانھ گوجری زمین بچوں پنگرتاں، بڑا ہوتاں، پھیلتاں، تے نِسرتاں تکیو ہے تے اج وہ یہ گوجری ادب مانھ اجیہا مِٹھا میوا ہاروں پک کے تیار ہو گیا ہیں جسکو سواد، خوشبو تے رنگ ہر چیز مزیدار ہے۔ خورے اسے واسطے پڑھن آلا انجُم ہوراں کی لِکھتاں دار ہانبڑتا رہیں۔ گورا چِٹا تے سوہنا مُکھڑا آلا انجُم. گوجری ادب ہاروں جوان خوبصورت تے بانکا نظر آویں۔ ہر ویلے مُشکڑی اُنکا پتلا ہوٹھاں پر اس راہ پھُلتی رہیہ، جسطرح بہار کا موسم مانھ کھنڈ برہیا ٹھنڈیاں مرگاں مانھ پھُلے۔ نِکیں نکیں گول اکھ کِسے بازی اکھاں سنگ میل کھائیں۔ پر دِل کی بازی مانھ سٹ کھان آلا اِس جناں کی اکھاں مانھ تِس باندے باچھڑ نظر آوے۔

؎ میری اکھاں کی تِس نانھ تیرو ساون نہ پرکھ سکیو،
نہ مِنا جاچ منگن کی نہ تِنا دین کی آئی

؎ اِس زمانہ نے میرا اک درد کی کاری نہ کی
ہوں تے لکھاں واسطے کے کے دوا لِکھتو رہیو۔

اصیل، گریشتو تے مِٹھا بول بولن آلو یوہ ڈاکٹر جس کولے اپنا درداں کی کائے دوا نہیں گوجری زبان تے ادب کو اتنو سچو نبض شناس بن جائے گو، اس کو اندازو انکا چہرا مہرا تیں نہیں لگ سکتو۔ کدے اسطرح کہیو جائے جے سُوٹ بوٹ آلو یوہ

جنٹلمین گوجری ادب کو وی بُسپر مین بنتو جار ہیو ہے تاں غلط نہیں ہوسیں۔

میں ڈاکٹر رفیق انجُم نا ہر موسم مانھ ادب کو اسو کپتاں تکیو ہے۔ کِدے و یہ کہانی کی بھروٹی بنا تا دِسیں، کِدے گیتاں کی لڑی لاویں تے کدے شاعری کی گھاڑی رچتا نظر آویں پر غزل کا کِھلاڑا کا و یہ غضب کا کِھلاڑی ہیں۔ اسطرح سئی و ہے جے و یہ غزل کو اسُو کپتاں کپتاں کا لجہ کا جِھاں نانھ وی کپ کے شعراں مانھ دھرتا رہیں۔ اسے گلوں انہاں کا شعر نِکی لو کا پُھل ہاروں نرویا تے سجرا لگیں۔ انجُم ہوراں کی شاعری مانھ پہاڑی ناڑاں کی روانی، دریاواں کا چھل تے برفانی چوٹیاں کو غرور باندے آوے۔ جھڑی دھُپ کا جعف نانھ جھل کے دریاواں نانھ ٹھنڈو مِٹھو تے شفاف پانی عطا کریں۔ یاہی وجہ ہے کہ اُنکی شاعری بُسی یا پھِکی نہیں ہوتی تے نہ ہی بیان کو انداز گیندھلو و ہے۔ نواں نواں تے سوچا شعر اُنکے اندر تیں اسطرح اُمیں جِسطرح پڑیاں نچوں

صاف پانی اُمتو و ہے۔

چن کی گوگی سینے لاکے تاراں نال بھروں گو گوجھا ،

دِل پاگل نانھ روزاولّیں پات یہ لاوے خورے کون

گوجری مانھ بڑا گھٹ شاعر ہیں جھڑا گوجری مانھ سوچیں تے اسے زُبان مانھ اِظہار کریں پر رفیق انجُم ہوراں کو اک اک شعر گوجرا ماحول، گوجری سوچ، گوجرا انداز تے گوجری زبان کو عکس سئی و ہے۔ نچھوہ تے گوجرا لفظاں نانھ جد بڈ یر بڈار کے تے چھنڈ پھُوک کے و یہ اپناں شعراں مانھ برتیں تاں اُنکی غزل کو لباس نویں لاڑی ہاروں، لبھاونوں، خوبصورت تے دِل ٹھگنو لگے۔ خبرے رِکتوں اتنا خوبصورت لفظ بٹیل بٹیل کے آنتا رہیں۔ گوجری زبان کا لفظ تے محاورا اُنہاں واسطے گھُمیار کی مِٹی ہاروں لگیں جِنہاں نانھ سوچ کا چاک پر چاڑھ کے و یہ بان بانیاں کی چیز بست تیار کرتا رہیں۔ انجؔم ہور غزل کا انداز تقاضہ تے مزاج تیں بخوبی واقف ہیں۔ جِسطرح و یہ

گوجری ادب پر ہاوی ہوتا جا رہیا ہیں اسیطر ح گوجری غزل اُنہاں پر ہاوی ہو رہی ہے۔یا ہی وجہ ہے کہ اُنکی شاعری اج کا تناظر مانھ ادبی تقاضاں پر پوری اُترے لگی وی تے انجُم ہور گوجری اشمان پر تارا ہاروں چمکنو شروع ہو گیا ہیں جہڑ و چن ہاروں گھٹتو بدھتو نہیں بلکہ ہر دور مانھ برابر روشنی کِھنڈا وے۔

؎ تیری خاطر چن کی دھوڑ بٹیلی میں،
کہ تھی تارا توڑ لیاوے تاں منوں

اج تیں ڈھائی ہزار سال پہلاں سنسکرت کا مشہور عالم پاتنجلی ہوراں نے دُنیا کی پہلی گرائمر تیار کرتاں لِکھیو تھو کہ شاعری رس تیں بِجن زندہ نہیں رہ سکتی۔انجُم ہوراں نے وی اپنی شاعری کی بُنیا درس ور رکھتاں ایسا رسدار شعر کہیا ہیں جہڑا دِل مانھ رستا تے دھستا ہی چلیا جائیں ۔اس نانھ دوجا لفظاں مانھ عِشق تے مُحبت کو ناں وی دِتو جائے۔انجُم ہور عِشق سمندر نانھ ڈکن کی بہتیری کوشش کریں فِر وی یوہ اُنکے اندر تھر تھلی تے کھلبلی باہتو رہے تے ویہ عِشق سمندر نانھ اتھروں اتھروں کر کے اپنا شعراں مانھ کیر تا سئی وہیں۔

؎ آنو باز نہ آیا اتھروں ، کس کس نے سمجھایا اتھروں
؎ پیار کی بستی دِل کے کول ، سمھ گیا ہیں تیرا بول
؎ ہولیں جئے اکواری آکے، فِر کناں مانھ مِشری گھول

عشق تے مُحبت جد توڑ نہیں چڑھتا تاں درد بن کے سامنے آویں ۔انجُم ہوراں کی غزلاں مانھ درد اک ہور اہم موضوع بنکے لشکتو دِسے۔درد اُنکا دِل مانھ جد روشن وہے تاں سارا وجود ناں لاٹو لاٹ کر دئے تے چھکیڑ درد یلا جزباں کی یہ لاٹ پڑھن آلاں کے اندر وی لاٹ مارن لگ جائیں ۔وِچھوڑا کو درد اُنکا شعراں بِچوں اسطرح سِمتو دِسے جِس راہ سجرا پھٹ بِچوں لہُو سِمتو وہے۔

؎ کائے حکیمی نہ راس آئی یوہ درد تیرو نہ جان لے لئے
میں صدیئیں رکھی ہیں کالجا نال روز گھٹیں تپا تپا کے۔
؎ یہ دُنیا کا دھدا سجنا کدے نہ مُکا، کد مُکیں گا،
ہوسکیو تاں فِر اکواری مِل جائیے قُربان اتیراں۔

شعر گھڑن تے لفظاں کا ٹکراؤ مانھ اُنکو مقابلو سائیں قادر بخش ہوراں جیہا اُستاد صوفی شاعر سنگ کیو جا سکے۔قافیہ ردیف تے لفظاں کا توڑ موڑ کی اٹھکل تیں وی یہ پُوری طرح واقف سئی لگیں

؎ اتنا غم کھایئے نہ انجمؔ دیکھ چن جی نانھ ذرا
داغ سینہ کا جُدا ہیں چانی اپنی جگہ

گوجری غزل کا بادشاہ، ڈاکٹر رفیق انجمؔ، شعراں کی زبانی ہمیشاں اپنا محبوب نانھ یاد کرتا، نہورا بھارا کرتا تے اُسکی ہنار تے مہار سنگ چھیڑ چھیڑ کرتا دِسیں۔اس انداز نے گوجری شاعری مانھ اک نووں رنگ بھریو ہے تے وی یہ بلاشبہ گوجری مانھ اس روائت کا آگا یا 'Trend-setter' ہیں ۔

؎ میں تے دُنیا جہان نانھ دسیں تیرا ناں کی یار غزل،
کاش کدے توں اپنو کہتو مِنا وی دوچار کے باندے۔
؎ کے ہوؤ جے ناں نہیں لیتو قلم دوات سیاہی تیری ،
غزلاں مانھ تیرا پرچھاواں گیت مانھ تیرو پیار ہمیشاں

مُحبت مانھ ہانی نانھ کھڑا کے نکھڑن کو رنگ تے خیر ہر شاعر کو موضوع رہیو ہے پر جِس انداز مانھ انجُم نے نکھڑ یا واسنگی نانھ ہُدک ہُدک کے یاد کیو ہے، وہ کُجھ بکھرلو ہی ہے۔

ء وہ ساون کا جھولا ماںھ وی تنگیں پیریں آوے تھو،
خورے کِن اکھاں نے کھاہدو اجنک فیر نہ آیو چن
ء متھا نے چھان ماریا قِسمت کا سارا لیکھ،
ہتھاں نے پُچھیو ناں تیرو اک اک لکیر ناںھ۔

انجُم ہوراں کی شاعری تیں سئی وہے کہ اُنہاں نے اکواری جس سنگ لائی فِر لاہ پاہ کے اُسے کا ہو گیا تے اُسکی حُب تے لُب کے سامنے، دُنیا کی کائے چیز چنگی نہیں لگی۔

ء دِل درویش نہ راضی ہویو ، اُٹھیں خیر بہتیریں اکھ
ء فِر اکوار بسا کے دِل ماںھ ، دو پل کی سُلطانی دے جا۔
ء کس نے اپنا یا بٹایا، ہائے افسوس تیری دانائی ۔

انجُم جیہو با شعور شاعر جت داخلی منظر کشی ماںھ اپنو جواب نہیں رکھتو اُتے اج کا خارجی حالات پر وی اُسکی بڑی ڈُنگھی نظر ہے تے وہ یہ اس بیدرد تے بے حِس دُنیا پر گہری چوٹ تے طنز کرتاں لِکھیں:

ء کُوڑ کا پکا بنگلا تکیا ، سچ کو ڈھارو چوتو ڈِٹھو

کدے کدے وہ یہ تخلیق کی حداں توں ٹپ کے عرفان کا بیڑا ماںھ قدم رکھ لئیں تے اُنہاں کی شاعری ماںھ ٹھیٹھ تے خالص گوجری شاعری کو صوفیانہ رنگ آ جائے۔اُسو یلے انجُم ہوراں کی شاعری کِسے عارف یا ولی کا قول سنگ میل کھاتی سئی لگے۔

ء یاہ مِٹی کی ڈھیری کے بڈیار کرے ،
نیس ہوا ماںھ اُڈے گی مُڑ آوے گی
ء میرو کم ہے دُعا کرنی دِلوں لیکے زباں توڑی ،
نِکل کے میرا ہوٹھاں تیں دُعا جانے خُدا جانے۔

یا یوہ شعر دیکھو:

جا جا سِر نیووں نہ کِیو، دُنیا کا احسان نہ لیا،
اِس درویش نے عُمر گذاری داتا کے دربار ہمیشاں۔

ہوں اخیر مانھ فِر پا تجلّی ہوراں کی گل دار واپس آؤں گو جے .شاعری واہی زندہ رہ سکے جس مانھ رس وہے تے رسیا کے بارے گل بات وہیں۔ انجُم نے وی اپنا شعراں مانھ بار بار اپنا رسیا نانھ یاد کِیو ہے۔ و یہ آپ تسلیم کریں:

انجُم کی غزلاں پر کوئے راج کرے، اثر کا گیتاں نالوں مِٹھو مِٹھو یار۔

اسطرح وی کہیو جا سکے جے و یہ ہمیشاں زندہ رہن آلی شاعری تخلیق کرن مانھ کامیاب رہیا ہیں۔

اُنکا گیت وی اتنا اثر دار ہیں جے دل پر اثر چھوڑن کے بجن نہیں رہتا:

کاغذ قلم نا توں بولی بنا کے
لفظاں مانھ درداں کا معنی چھپا کے

گیتاں تے غزلاں مانھ اتھروں پروئیے
نہ رے نہ دِلا اُنکے ہوتیں نہ روئیے۔

انجُم کی غزلاں تے گیتاں کی یاہ سوغات گوجری ادب واسطے سچ مُچ اک بڑو تحفو ہے۔

کے ڈی مینی

'Heritage'

Fort Road Poonch. 30 09 2003

یاداشت

بقلم خود: ڈاکٹر رفیق انجم

مِنا یاد ہے ہوں ہِکو جیہو تھو تے قسمت نے میرے نال کھیچل شروع کی۔ لوہکی عمر ماں ہی ماں کی ٹھنڈی چھاں توں محروم ہو گیا۔ تے فر جس راہ موت مھارے گھر ہِل ہی گئی۔ دیکھ دیکھتاں اس گھروں میرا خواباں سمیت ست جنازا نکلیا۔ موت کے اتنو قریب رہ کے انسان، میرو خیال ہے، زندگی کا معنیٰ وی چنگی طرح سمجھ لئے۔ ذمے داریاں تے مجبوریاں نے ہوں باہوں پکڑ کے بچپو ناں تیں سِدھو بڑھاپا کی سرحد پر لے چھوڑیو تے نوں جوانی کی اٹھکیلیاں کا عذاب نہیں بھوگنا پیا۔

تاری کا فن تیں اوپرو چوپرو ہوں دنیا کی کا نگ ماں نمیکلو پے گیو۔ اپنا کا ٹھہلا تے پرائی موجاں کا چھل مِناں ارار تے پار پھینکتا رہیا۔ کنپٹی توڑی ڈُبو وو ہوں کسے نا اواج وی نہ مار سکیو۔ تے بلا تو وی کِس نا۔ پچھلا کنڈا تے کدے کا رُڑھ گیا تھا تے دیکھن آلی دنیا کنڈ پھیر کے لنگھتی رہی۔ تنہائی کا احساس نے پیار کو یوہ بُت اندر واندری عصائے سلیمانیؑ ہاروں کھا چھوڑیو۔ یوہی بُت جس پر شاید کسے زمانے چن کی لو وی بھاری تھی۔ ہن تے بس بے خیالی تے ہر ویلے دلیل تے روڑھیا۔ ہاں کدے کدے بچپن کی یاداں نے کنکتی کڈھیں تے سب کجھ بھلا کے آپ مھاریں ہسنو وی پے گیو۔ بقول اقبال عظیم:

؎ تیری یاد نے جے ہسایو تے ہس پیو
ہوں اپنی بے بسی نا، غماں نا، بسار کے۔!

مِناں کدے سُکھ کی اک نیس وی نصیب ہوئی تے میں دنیا نال سانجھی کی، پر غماں نے ہوں نمیکلو ہنڈایو، (جیوں لکڑی نوں آری)۔خبرے کس تقصیر کو بدلو۔ پر فِر وی پھِکی خوشیاں نا درداں پروں سووار گھول گھماؤں۔ بقول اسرائیل اثرؔ:

؎ خوشیاں نالے کے نیہہ غم اپنو دیتو یاہ تن کی کہانی وہ دل کو فسانو

میری شاعری پر رومانیت کو وی اتنو پیارو جیہو الزام ہے جے اس کا اقبالِ جرم واسطے، مدعی توں بغیر ہی بھلاں بھلاں کا دل رسا توڑیں۔ فر وی اتنی گل کرنی مناسب سمجھوں، کدے کوئے پارکھ نظریں دیکھے تاں رومانیت کا پردہ ماں وی درد ہی دردسئی لگے گو۔ شاعری ماں دِل، دعا تے اتھروں جیہا خوبصورت لفظ زندگی کی انھاں ہی تلخیاں تے اوکھتاں کو چھاملو ہیں۔ بس یوں سمجھ لیو جے زندگی کی کوڑی گھوٹ نا سنگھا تیں لاہن واسطے کدے کدے 'تصورِ جاناں' کو شربت وی رلا لیو ہے۔ بس اسے طرح جس راہ کوئے کیلے گھر مڑتاں جنگل یا جنجل بچوں لنگھتاں بیت بولن لگ جائے جہڑا خوشی کا گیت نہیں ہوتا بلکہ ڈراؤنا ماحول ماں اپنا دل نال رہول بھول لان کا جتن تے ارسراو ہیں۔

میرا چیتا پر وی کے پے گئی۔ گل کے کرن لگو تھو تے کِت پوہچ گیو۔ دراصل دنیا کی بے رحمیاں تے بے مہریاں نے، قضیاں تے بحثاں نے، طعنا تے تستیاں نے، جدائیاں تے تنہائیاں نے، سچا خواباں تے جھوٹھی تعبیراں نے اُسر پُسر ہی مار چھوڑی ہے۔ مُچ زندگی روتاں گذری تے باقی ہُد کتاں۔ اتھروں ہی شاید زندگی کو سچیار وہیں۔ خوشیاں کی خاب وی کدے دیکھن کی کوشش کی تے بدرِھک کے کچی نیند ہی اکھ کھُل گئیں۔ پر بھلو ہو یو جلدی اکھ کھُل گئیں ورنہ کئیاں کی کھُلتاں عمر لنگھ جائے۔

اس کتاب کا حرف حرف ماں انھاں ہی آساں تے ساساں، سوچاں تے دلیلاں، خاباں تے جگراتاں، اتھرواں تے درداں کو چھاملوسئی ہوئے گو:

میرا دل کا زخماں کا وارث توں ہی دس
ہوں اتھروں نہ بیچوں تے کے لے کے بیچوں عظیم

ناشُکر یاں کو مجرم نہ ہوتاں یوہ اعتراف وی کرتو چلوں جے ہر اوکھت تے ہر مصیبت ماں اللہ سوہنا کو وجود میں بلکل اپنے قریب محسوس کیو ہے۔ اُس نے کدے سو بار میرو امتحان لیوتاں ہوں ہزار بار فیل ہویو ہاں پر اُس نے دیر سویرا اپنی ہر نعمت بیٹھا سُتاں پہچان تیں کدے ہتھ نہیں چھکیو تے اپنا کرم سنگ درویشی کی بے ناں لذت کے نال نال سُلطانی کا جھجو وی کھوالیا ہیں تے میری بہتی اڑی پُوری کی ہیں۔ الحمدِللہ!

شاعری کا حوالے سنگ ان تمام سخن شناساں کو شکر گذار ہاں جہڑا میرا روڑھیاں نا شاعری سمجھیں اور خوبصورت سمجھیں۔ کسے نے کہیو ہے جے چنگی شاعری واہ ہے جس نا پڑھن کو دل کرے تے بچ چنگی واہ جس نا چھوڑن کو روح نہ آوے۔ اک ہور شاعر کہے جے چنگو شعر وہ ہے جس پر مُنہ تیں واہ نکلے تے بچ چنگو وہ جس پر دل تیں آہ نکلے۔ شاعری حاضر ہے تے جے کسے اک کا دِل تیں وی آہ نکل گئی تاں اُڈ تا کاگ ہتھ یا ہوا کے ہتھیں سنیہوٹو ریو، ہوں سمجھوں گو جے میرو چلو سپھل ہو گیو۔

میرو کم ہے دعا کرنی، دلوں لیکے زباں توڑی
نِکل کے میرا ہوٹھاں تیں، دُعا جانے خدا جانے

ڈاکٹر رفیق انجُم

بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی (راجوری)

گوجری غـزل

☆

سنگی پیا وہیں جُدا بلیں بلیں
ہوں ٹُرتو رہوں گو سدا بلیں بلیں

ہوں وہ نہیں جے کُو کے بلائے نہ آؤں
توں اکوار مِناں بلا بلیں بلیں

وہ مغرور تھو ،بے وفا وی جے ہوتو،
ہوں چھوڑوں ہاں اس نا بھُلا بلیں بلیں

ہوں چالیوں گو آخر جدائی کی ڈگی
توں رُس رُس کے ہمت بدھا بلیں بلیں

ویہہ جاتاں ماں کرگیا نصیباں نا سجی
تے ارمان ڈھُکھتا رہیا بلیں بلیں

تیرو غم نہ بھُلو زمانہ کی تلخیں
میں چھوڑی ہیں ساریں بھلا بلیں بلیں

15.4.86

☆

دیکھی نہ سنی میں کدے خوشحال زندگی
ہوں جانوں میں گذاری ہے کس حال زندگی

مجبوری، اُنھاں ساراں کو واحد جواب تھو
پچھے تھی جتنا میرے تیں سوال زندگی

لُٹے خوشی غریب کی فِر جین وی نہ دئے
تیری کوئے پرتیت نہ پڑتال زندگی

تیرا میرا اصول تے رلتا نہیں اک ذری
شاید نہ چل سکوں ہوں تیرے نال زندگی

تن پر نہیں چھوڑتی کسے غریب کے لباس
پتر پریسے بوٹاں توں ہر سال زندگی

سرچاوے مساں موٹی موٹی سامیاں نا یاہ
اسمتراں دار کد کرے خیال زندگی

☆

دو اتھروں اک خواب کا ہوتا دو اتھروں ارمان کے ناں
دو اتھروں اُس بت کا ہوتا دو اپنا ایمان کے ناں

وہ تے اوس وی دے نہ سکیو مچ تسائی دھرتی نا
اُڈتا پنچھی لیتو جایئے دو اتھروں اسمان کے ناں

ہوں دوہاں نا دیکھ دیکھ کے اندرواندری سڑتو رہیو
دو گھر کی ویرانی جوگا، دو اتھروں مزمان کے ناں

خواباں کی تعبیر وی جانیں یاداں کی جاگیر وی توں
گیت غزل تے شعر میرا سب تیرا اک احسان کے ناں

دِل دریا کا سُچا موتی، ارماناں کا خواب خزاناں
پیاری پیاری نازک جئی اک جان تیں پیاری جان کے ناں

نیزا کپ کے تیسا جھل کے جس نے توڑ نبھائی رِیت
ہوٹھیں سکتا حرف وفا کا انجمؔ اس انسان کے ناں

☆

میرا دل مانھ تے بس توں ہی تیرا دل کی خدا جانے
دلاں کا درد ہی سمجھے نہ درداں کی دعا جانے

کیاّ تھا وعدا جو ہم نے قسم دل کی ویہہ سانجھا تھا
ہوں قائم اپنی گلاں پر مگر توں سر کھُلا جانے

میرو کم ہے دعا کرنی دلوں لے کے زباں توڑی
نکل کے میرا ہوٹھاں تیں دعا جانے خدا جانے

کئی رنگاں کا گوشا ہیں وفا کی رازداری مانھ
تیری ویہہ نکیں نکیں گل اجھاں وی یاہ ہوا جانے

وفا کو شہر نہیں انجم یاہ بے قدراں کی بستی ہے
کوئے غم کی زباں سمجھے نہ اِت کوئے وفا جانے

☆

لگی داروں اتھرواں کا رُنی کجھ طوفان اتیراں
اِن اکھاں نے ہور جگایا کئی نواں ارمان اتیراں

نیلے نملوں اوس کی بارش تیرو آنو ایسوں برہیا
پہلا تھا تیں ہور وی کیا کیوں اتنا احسان اتیراں

میری سنیں تے جان کو صدقو دل کو کوئے اعتبار نہ کرئیو
دل کے ہتھوں عقل پریشاں ڈولے فر ایمان اتیراں

دھیڑا پھرتاں رنگ بدلتاں اتنی دیر نہیں لگے وہے تھی
بھُل گئی ہمنا قدرت شاید پھر تو نہیں اسمان اتیراں

یہ دنیا کا دھندا سجنا کدے نہ مُکا، کدمُکیں گا
ہوسکیو تے فر اکواری مل جایئے قربان اتیراں

☆

اس دھرتی نے چن چن کھاہدا آویں یاد، پرانا لوک
تکیا سنیا بلیں بلیں چھوڑ دتا ازمانا لوک

کون دلاں مانھ جھاتی مارے،کون پھلورے زخماں نا
گلیں گلیں اُپروں اُپروں لاتا رہیں، یارانا لوک

لِکھتاں کی یہ کھیڈ ہیں ساریں عقلاں کو کوئے مان نہ کرئیو
میں ان اپنی اکھیں ڈِٹھا بھُلتا کئی سیانا لوک

سے کر کے اپنا وہیں اپنا اج تک ہوں وی سوچوں تھو
ہتھ لگا تاں یاد آیا ہیں اج کتنا بیگانا لوک

مِناں دِسے سیانا رل کے دندے لا کے چھوڑیں گا
کاش ہوتا سب مھارے جیسا دنیا مانھ دیوانا لوک

بھُل سکیا تاں جی صدقے تم کوشش کر کے دیکھ لیو
اِتنا سوکھا تے نہیں ہوتا،انجم دلوں بھلانا لوک

☆

تیں دِلاں کاروگ لایا ہوں دوا لکھتو رہیو
تیری بے دردی نا وی اپنی خطا لکھتو رہیو

میں بجھایا بالیا کئی وار یاداں کا دِیا
تیرا خواباں نا دلاں کا آسرا لکھتو رہیو

تیری مجبوری بجا، پر اپنی محرومی تے دیکھ
کیسو دیوانو تھو پتھر نا خدا لکھتو رہیو

میں تے کی قربان اس تیں اپنیاں راتاں کی نیند
وہ وی میرے واسطے چر تک سزا لکھتو رہیو

ہوں تے مجرم ہاں تیرو اکوار نہیں سو وار کو
توں وی دوبارا جرم کا فیصلا لکھتو رہیو

وہ تیری غزلاں مانھ تھو، گیتاں مانھ تھو شعراں مانھ تھو
جس نا سودائی کِدے کو بے وفا لکھتو رہیو

اس زمانہ نے میرا اک درد کی کاری نہ کی
ہوں تے لکھاں واسطے کے کے دوا لکھتو رہیو

☆

میری مرضی ہے جو رضا اس گی
میں قبولی ہے ہر سزا اس گی

حرف ہوٹھاں کو ساتھ کے دیتا
دل تے میرو تھو پر دعا اس گی

میں تے خواباں کی چاکری کی ہے
میں نہ برتی کدے وفا اس گی

اس نے بھُل جان گی دعا کی ہے
لاج رکھیئے توں یا خدا اس گی

موم کا، پر، تے دینہہ کے سنگ یاری
خواب میرا تھا کے خطا اس گی

دل نے انجم ضرور کہنو ہے
اج تے کائے غزل سنا اس گی

☆

مُکتاں مکتاں مک گیا سارا غم میرا غمخوار کے باندے
ڈُبتاں ڈبتاں ڈُب گیو آخر دل میرو دلدار کے باندے

میں تے دنیا جہان نا دسیں تیرا ناں گی یار غزل
کاش کدے توں اپنو کہتو مِنا وی دوچار کے باندے

اپنی جاء مِلے تے دسوں کس راہ بیتی رات ہجر کی
دل کا زخم پھلوروں کس راہ تیرا دعویدار کے باندے

کس کس حال زلیخا کولوں دامن آپ بچا کے رکھیو
کوئے معصوم گواہی دئے گو اس سچی سرکار کے باندے

اج افسوس کیاں کے حاصل رات وصل کی سُنتاں گذری
اپنی اک سنا نہ سکیو، انجم اپنا یار کے باندے

☆

اُجڑ گئی اِس دل کی دنیا لُٹے گیا دلدار کے ہوتیں
لوڑ لیو کوئے ہور سہارو اس نے میرا پیار کے ہوتیں

دنیا نا الزام نہیں دیتو میرو جُرم شرافت اپنی
میرے نال فرشتاں نے وی چھل کیا سرکار کے ہوتیں

غم نے اتنو عادی کیو درد بغیر ہن جی نہیں لگتو
میں بنھی اک ہور بھروٹی اگلا بھارا بھار کے ہوتیں

تیں گلاں کی کھٹی کھاہدی میں لگیاں کی قیمت دِتی
مِنا ہور نہ فرصت لگی دل کا کاروبار کے ہوتیں

لگی قیمت پیار کو سودو ہور کدے تیں تھاسیں نہیں
میرا دل تیں جاہ نہ انجُم سستا اس بازار کے ہوتیں

21.5.92

☆

اکھاں نے الجھایا ایسا دل کا کاروبار مانھ ایسوں
دل دولت گھر بار لُٹایو ہم نے تیرا پیار مانھ ایسوں

وعداں کا اعتبار نے کیا خواب کا شیشا کرچی کرچی
خورے کیوں کجھ دل نا کھائے آتی آتی بہار مانھ ایسوں

بِرتی سب بھلانی پے گئی دل کی اڑی بسال گئی
چنگا بھلا، سیانا بیانا مارے گیا اعتبار مانھ ایسوں

آتی برہیا ویہ جوبن کی اُنی بہار مکا بیسیں گا
دوروں دیکھ پچھانے جائیں گا سجن لکھ ہزار مانھ ایسوں

عشق محبت روز اول تیں ، سہل سبلا سودا نہیں تھا
چڑھیا بھاء وفا کا انجم دنیا کا بازار مانھ ایسوں

☆

اتھروں کاش نہ آیا ہوتا
کے کے خواب سجایا ہوتا

تیری گلییں جے نہ رُلتا
کتنا شہر بسایا ہوتا

اکھیں جے نہ ساون لگتو
دل کا زخم تسایا ہوتا

اج آیا تے کھادی کھٹی
امن زمانے آیا ہوتا

میرا چیتا پر کے پے گئی
وعدا یاد کرایا ہوتا

تیرے نال وفا نہ کرتا
جگ نے سینے لایا ہوتا

6.7.92

☆

میرا خواب عنایت تیری
یارا جان سلامت تیری

جان میری کی اکو قیمت
میری جان محبت تیری

چن توں سوہنیا میریا چناں
دل کے شہر حکومت تیری

دنیا ساری اُس کے پاسے
میرے نال محبت تیری

دل وی تیرو جان وی انجمؔ
ساہ وی یار امانت تیری

31.7.92

☆

بھُل گیو یار محبت میری
کوڈی مُل عبادت میری

ہوں تیرو اِقبالی مجرم
میرو جرم شرافت میری

جس کے ہوتیں قول کیا تھا
اُسے نال شکایت میری

میرا درد سمجھیئے آپے
چُپ چپ رہنو عادت میری

دل درویش نہیں خالی دامن
اُجڑی دیکھ نہ حالت میری

1993

☆

آنو باز نہ آیا اتھروں
کس کِس نے سمجھایا اتھروں

خالی دیکھ حویلی دل گی
اُس نے آن بسایا اتھروں

ایسوں لا کے فصل وفا کی
ہم نے خوب کمایا اتھروں

اکھاں کی جھولی تیں کس نے
کچی نیند جگایا اتھروں

خبرے کون میں روتو ڈٹھو
اج تک فیر نہ آیا اتھروں

یار کی دعوت کر کے انجؔم
بس ہم نے ترسایا اتھروں

1993

☆

لِکھیا نے تاراں تیں کھوہ کے لے پردیس بسایو چن
اکھاں نا دوئے ترساویں اپنی نیند پرایو چن

میں تیری ہر سورۃ آیت رکھی ہے تعویز بنا کے
فِر کیوں میرو حرف حرف تیں غیراں مانھ برتایو چن

وہ ساون کا جھولا مانھ وی تنگیں پیریں آوے تھو
خورے رِکن اکھاں نے کھاہدو، اج تک فیر نہ آیو چن

میں کہیو تھاری صورت ہاروں پہلاں وی کوئے ڈِٹھو ہے
نِیس اک کی دلیل، تے آخر، سوہنا نے فرمایو چن

کیوں اکھاں نا فاقہ لاوے مت یہ بجھتاں بجھ جائیں انجمؔ
اکواری تے عید کرا جا، سو سو وار گھمایو چن

3.10.94

☆

جال رشتاں کا چوفیری یار وی اپنی جگہ
قسمتاں کا لیکھ مانھ بے چارگی اپنی جگہ

سوہنا سوہنا خواب تیں کر چھوڑیا خانہ بدوش
داغ سجداں کا سلامت بے گھری اپنی جگہ

ایک دل کس کس کا جانا درد کی کاری کرے
اس قیامت مانھ وی تیرا پیار کی اپنی جگہ

آ بھُلا چھوڑاں وفا تیں کس نے کیو سِر کھُلا
تیری توں جانے میری دیوانگی اپنی جگہ

اتنا غم کھایئے نہ انجم دیکھ چن جی نا ذرا
داغ سینہ کا جدا ہیں چاننی اپنی جگہ

☆

ان اکھاں نے تارا دسیا دل نے قہر گذشتہ رات
بُکیں پیِو تنہائی کو سارو زہر گذشتہ رات

درد فراق دلیل ہزاراں اُلجھی تانی بسری یاد
کس کس حال گذاری ہم نے تیرے شہر گذشتہ رات

پیِت نگر ویران بنا کے جاتی ہیر تمنا، نا
اک سودائی رہیو بلاتو چارے پہر گذشتہ رات

اتھرواں کا موتی رُلیا، گئی رات، شریکاں مانھ
نین سمندروں یاد تیری نے کڈھی نہر گذشتہ رات

دل پاگل کی ٹھگتاں ٹھگتاں کوک سمندروں پار گئیں
تھارے مہابے اِس نے کی عرشاں کی سیر گذشتہ رات

1994

☆

دل ریزہ ریزہ اکھاں مانھ طوفان آکے دیکھ
آ میرے اُپر ٹُٹا وا اسمان آکے دیکھ

کُجھ حرف جہڑا ہوٹھاں تیں لُکیا رہیا ہمیش
اکھاں کے راہیں دل کا ویہہ ارمان آکے دیکھ

اکھاں مانھ خواب دل مانھ درد ہوٹھاں پراک دعا
دیوانگی مانھ جین کا سمیان آکے دیکھ

توں دور ہے شاید تیرا فرشتاں نا نہیں پتو
انسان کو لہو پیٔے اج انسان آکے دیکھ

کد باوفا انجمؔ کوئے جمیں گو میری رات
آ اج وی میری نظماں کا عنوان آکے دیکھ

☆

ہوں جانوں ایک بندہ نا نہ چج کی بندگی آئی
مگر افسوس کیوں تیری سخاوت ماںھ کمی آئی

میری اکھاں کی تِس نا تیرو ساون نہ سمجھ سکیو
نہ مِنا جاچ منگن کی نہ تِناں دین کی آئی

میں تیری یاد ڈکیں بے بسی کی باڑ دے دیکے
کائے بھُلی وی خبرے کِس کھڑے اج فر چلی آئی

بس اک اتھروں کے محابے سارا دفتر سِدھے ہتھ آیا
سودائی کے جے کم آئی تے اپنی سادگی آئی

یہ کس نے آکے پچھلے پہر دل کی تار چھیڑی ہیں
تیرے مگروں، ہوا آئی نہ انجمؔ چاننی آئی

☆

ٹھنڈو برف سیال ہوئے بھاویں بر ہیا شرد بہار ہمیشاں
پل پل ڈھکھتو رہ کیوں خبرے میرو اندروار ہمیشاں

کے ہوؤ جے ناں نہیں لیتو قلم دوات سیاہی تیری
غزلاں مانھ تیرا پر چھاواں گیت مانھ تیرو پیار ہمیشاں

بندہ کی آزادی کے ہے عاجز نا مختاری کانہہ کی
ہر ویلے ہیں راکھا سر پر دو اندر دو باہر ہمیشاں

جا جا سر نیووں نہ کیو دنیا کا احسان نہ لیا
اس درویش نے عمر گذاری داتا کے دربار ہمیشاں

اج تک فضل خدا کو انجم دشمن اکھ اٹھا نہیں تکتا
اسمتراں نا چھلتا رہیا ہیں اپنا سجن یار ہمیشاں

21.4.95

☆

یاداں کی تانی نا اج تک چھیکا لاوے خورے کون
جاتی آس امید میری نا موڑ لیاوے خورے کون

توں تے رُسیو سنگت چھوڑی،آنو بھُلو مُدت ہوئی
اج وی اُسے راہ کوئے خابیں آن ستاوے خورے کون

چن کی گوگی سینے لا کے تاراں نال بھروں گو گوجھا
دل پاگل نا روز اولّیں پات یہ لاوے خورے کون

رو رو اکھ نستی ہو جائیں،سارا خواب سہارا ڈُب جائیں
ادھی راتیں گوشیں گوشیں دھونگ جگاوے خورے کون

بھلی جیہی اک صورت پھِرتی رہے ان بجھتی اکھاں مانھ
چِر تک سوچوں اج وی انجمؔ یاد نہ آوے خورے کون

☆

اُڈتی اُڈتی عشق کہانی پوہچی شہر گراواں مانھ
تم نے آپ حضور کھنڈائی خاصاں کی گل عاماں مانھ

سوچاں کے کہہ لگتا نیہہ یہ ارماناں کا ضدی جاتک
کھُلئیں اکھیں لوٹی دیکھی دل کا خواب خزاناں مانھ

سب سنگناں نے لیکھ سمندروں اپنا اپنا بھانڈا بھریا
میری جھولی پے گئی آخر لکھی ہار نصیباں مانھ

سرگی نال بھیال غماں کا دل مانھ کدے نہ آیا
پچھلے پہر تریل بڑی وہے اس بستی کا رستاں مانھ

لکھ چھپا محبت اپنی ہوٹھیں جندرا لاکے انجم
آپ مہاریں اک دن آنو میرو ناں دعاواں مانھ

☆

گیو زمانو نہ مُڑ کے آیو ضعیف ہوئی بلا بلا کے
نہ درد چھپیں چھپا چھپا کے نہ یار بھُلو بھلا بھلا کے

عجیب لذت ہے اج وی قسمیں وصل کی یاداں پرانیاں مانھ
ایہہ بانگ توڑی رہی ہاں روتی ہوں داغ دل کا دُکھا دُکھا کے

ہوں تیری خاموشیاں کے صدقے گھمان جوگانا کُجھ نہیں کہتی
وہ جس نے ہاسی بنائی میری شریکناں نا سُنا سنا کے

کائے حکیمی نہ راس آئی یوہ درد تیرو نہ جان لے لے
میں صدئیں رکھی ہیں کالجہ نال روز گھٹی تپا تپا کے

وہ میرو صبر آزمان آلو وی من گیو اپنی ہار انجمؔ
روان آلو وی رویو آخر ہمیش مِناں روا روا کے

☆

دردی میرا درد بنڈاوے تاں منوں
جاتاں نا کوئے موڑ لیاوے تاں منوں

یہ شیشاں کا شہر بسانا سوکھا ہیں
دل کی جھُگی آن بساوے تاں منوں

تیری خاطر چن کی دھُوڑ بٹیلی میں
کہہ تھی تارا توڑ لیاوے تاں منوں

ہوٹھاں کو اعتبار مکایو لوکاں نے
دل نا دل کی گل سناوے تاں منوں

منصوری کا دعویدار بہتیرا ہیں
اج کوئے پُٹھی کھل لوہاوے تاں منوں

1996

☆

تیرے ہوتیں مُک گیو آخر پیار تیرا کو روگی
توں جانیں یاہ جان نہیں تھی اتنا دھوکھاں جوگی

کل جے کوئے کماد وی لاوے فر نہ کریئے زاری
آپ بسالی ہے تیں دل کی پاجا آلی ڈوگی

دُنیا مِناں تیری جانے توں جانے نہ جانے
دسیئے کائے سزا نہیں جھڑی پیار تیرا مانھ بھوگی

وصلاں کا دو نین تسایا آس مِلن کی رکھیں
فِر اِس دیس نہیں مُڑ کے آسیں یہ پنچھی یہ جوگی

ایکن کو گھر سڑتو وہے تے دوجو ہتھ تپاوے
لِیو کون کرے ات ہر کوئے سیکے اپنی گوگی

1997

☆

دین دنی کے بدلے لیو رٹھو یار
اپنو ہویو کیہڑو کاج سپُٹھو یار

متھا کی دو چار لکیراں کے صدقے
کس نے ہتھ گھمایا کس جا بُٹھو یار

جس نے یار کھڑایا وہ کے مان کرے
بے دوسو بے ڈاہیو ہجر کو کُٹھو یار

بھاویں لکھ ارمان بسایا اکھاں مانھ
تیرے باجھوں ہر اک خواب اڈِٹھو یار

انجم کی غزلاں پر کوئے راج کرے
آثر کا گیتاں نالوں مِٹھو مِٹھو یار

☆

سو درداں کی کاری لے جا
لے جا عشق بیماری لے جا

اُت یہ بنج بپار نی چلسیں
بھاویں دُنیا ساری لے جا

اتھرواں کو مُل پوئے گو
ہاسا تج کے زاری لے جا

اجاں نی دُنیا نکلی دل تیں
اُچی ہور اڈاری لے جا

دل کی جھُگی بستی رکھئیے
بھاویں محل اٹاری لے جا

میری قسمت کولوں انجم
لے جا نیند اُدھاری لے جا

☆

کسے رنگ کی لوڑ نہ رنگیاں نا
نہ ہی ہار سِنگار کی چنگیاں نا

اک وار پردیسیا دیس آکے
آپے لاہ جایئے سُولی ٹنگیاں نا

تیری آس کی مرگ ہیں سرب نیلی
ڈالی دِتی نہ چرن میں تنگیاں نا
لگیں جد وی تیریں ہسیر قسمیں
سکاں ہار تکوں تیرا سنگیاں نا

اکو حرف وفا کو یاد رکھیئے
کدے تجیئے نہ موںہوں منگیاں نا

آیو عجب وفا گو دور اجکل
ہسیں اِل وی بھور پتنگیاں نا
قمرؔ جنتی کہہ گیا بات سچی!
'لگتا نہیں انار بٹنگیاں نا'!!

☆

یار کی اکھیں جد وی آیا دو اتھروں
ہم نے اپنا لعل کھڑایا دو اتھروں

اکھ نمانی برف کی مانیں گالیں تھیں
ہاڑ ہجر کا، ہائے تسایا دو اتھروں

دنیا کا بے مہر دلاں کی بستی مانھ
کس نے من کے شہر بسایا دو اتھروں

میرا عیب سمندر تیں وی بھارا تھا
اس تیں وی با وزن خدایا دو اتھروں

☆

اک بنجارا یار نا ڈِیکوں
بنگاں کا چھنکار نا ڈیکوں

ہوٹھیں چُپ کا جندرا لاکے
نیناں کا تکرار نا ڈیکوں

اپنی جاء کو پیار ادھورو
بدنامی، پرچار نا ڈیکوں

کنئیں کنئیں تِس نیہہ بُجھتی
ساون کا دھسکار نا ڈیکوں

سُکھ نے فیر مہار نہ موڑی
بیٹھی، آتی بہار نا ڈیکوں

☆

سب نے آخر مر جانو ہے
اپنے اصلی گھر جانو ہے

سجن یار قبیلو اتےِ
دل نہیں منتو، ور، جانو ہے

اُڈن آلاں نے ڈب جانو
ڈبن آلو، تر جانو ہے

دنیا ساری جِت لئی بھاویں
جان کی بازی، ہر جانو ہے

موت نے دنیا کا تلا گو
اک اک تیلو چر جانو ہے

لکھ نراض ہیں سنگن سہیلیں
میرو پانی بھر جانو ہے
روح نے، تن لباس، وی آخر
لاہ کے اتے دھر جانو ہے

اک دعـــا

دِلا چل مدینہ کا دیدار کریئے
دُعا ربِ کعبہ کے دربار کریئے
دِلا چل مدینہ کا دیدار کریئے

سجدِ نبوی تے کعبہ کے صدقے
پیارا نبی کا صحابہ کے صدقے
ہتھ بنھ غلامی کو اظہار کریئے
دِلا چل مدینہ کا دیدار کریئے

عرفات زم زم، قیام منیٰ وی
خدا کی نشانی ہیں مرویٰ صفا وی
سعی دو پہاڑاں کے بشکار کریئے
دِلا چل مدینہ کا دیدار کریئے

دولت تے دُنیا اج ہے تے کل نہیں
ساہ کو بساہ تے کوئے وی پل نہیں
کے زندگانی کو اعتبار کریئے
دِلا چل مدینہ کا دیدار کریئے

☆☆☆

سی حرفی:

الف: اُڈ کاگا نیزو پار ٹپ جا میرا یار نا میرو سلام کہیئے
تیرا ہجر اندر دِن رات روؤں تیرے باجھ ہیں نیند حرام کہیئے
چِٹھی پتر آوے نہ کوئے اُس پاسُوں، بھیجو کوئے سلام کلام کہیئے
جلدی مِلاں گا فیر اِنشا اللہ، انجُم سجناں نا یوہ پیغام کہیئے

ب :بہت ارمان اُبڑھاس دِل مانھ سجن ملیں تے کروں بیان جا گے
کوئے خبر عطر نہ کوئے پتو نیوں، خورے بسیا کھڑے جہان جا گے
ہوئی آس اُمیداڈیک بڈھیں، مُڑنو کدے تے تھو میری جان جا گے
اکوار آویں مُڑ گے دیس انجُم، کروں جِند تے جان قُربان جا گے

ج

جگ جانے تیرا ظُلم بھانے، میرو دِل ہے راضی رضا تاں وی
چنگی لج پالی ساری عُمر گالی، میلے اگلے جہان خُدا تاں وی
میرا آلنا سدو اُجاڑیا تیں، جھولی اڈ گے کروں دُعا تاں وی
درگذر اُس گی بے وفائی رہا، میرا یار گو شہر بسا تاں وی

د دردہزار فگار سِینے، میرا غماں گو انت شُمار کوئے نہیں
سجن شاد بسیں پھُل کھیلیاں مانھ، میرا لیکھ مانھ باغ بہار کوئے نہیں
پل پل ہر گل تھی لباں اُپر، کیوں یاد ہُن قول قرار کوئے نہیں
اک عیب وفا کو سدا سِینے، انجُم تیرے جیہو گنہگار کوئے نہیں

ر رب رسول کو ناں لے کے، کیا قول قرار ہزار اس نے
ہویو عہد نہ اک وفا اس گو، کئی دسیا بار اتار اس نے
پڑھ پڑھ کے ہویو پہاڑ بھاویں، عمل کیو نہ اک وی بار اس نے
اللہ سب نا دئے ایمان انجمؔ، تریو وہی کیو جھڑو پار اس نے

س:

سوہنیا ساونی رُت چلی ڈیکوں اجھاں وی اکھ تِسائی لیکے
تیری یاد رِنت شر دسیاں دل مانھ آوے بہار مُلوں اب ساہی لیکے
ٹُٹی بانھ وی اپنی گل لگے، تریو کون ہے آس پرائی لیکے
انجُم جگ نا کے نصیحت کرنی، گیو کون ہے صاف صفائی لے کے

رُلتا موتی

ق

نیزا تیری وفا کا برفاں نے ڈھک لیا شاید نہ ٹپ سکیں مھارا وعداں کا قافلا
سینو تیں روک لیا ہیں طوفان اتھرواں کا جے ہو سکے تے ڈھکیئے یاداں کا قافلا

ق

وہ آوے ہوں صدقے جاؤں جندڑی اپنی گھول گھماؤں
میرو ناں وہ جا جا رولے ہوں نہ اسکی قسم وی کھاؤں

ق

بھاویں جگ ماں ظُلم ہے مشہور تیرا شہر کو
فر بھی ہے منظور ہر دستور تیرا شہر کو
دیکھ کے قربانیاں نا ایک دن مھاراشریک
منا کہیں گا دیکھیئے منصور تیرا شہر کو

ق

جد وی پڑھیو عشق مدرسے پڑھیو دل
لکھ سمجھایو باز نہ آیو سڑیو دل
اناالحق نہ کہتو سوکھو جی لیتو
اپنی اڑیاں داروں سولی چڑھیو دل

ق

ہوں سوچوں یہ چن تے تارا کے سوچیں
دھرتی کہہ اسان بیچارا کے سوچیں
دنیا موج مناوے گھمن گھیری ماں
دریا کہہ یہ دو کنارا کے سوچیں

ق

گلی گلی ہے ظلم تے قہر
فر وی سوہنو تیرو شہر
دھیڑی ہستاں کے نال ہسنو
اکلاں رونو پچھلے پہر

ق

اتھروں کاش نہ آیا ہوتا
کے کے خواب سجایا ہوتا
تیری گلئیں جے نہ رُلتا
کتنا شہر بسایا ہوتا

***

گوجرا شعر

میرو کم ہے دُعا کرنی، دِلوں لیکے زباں توڑی
نِکل کے میرا ہوٹھاں تیں دُعا جانے خُدا جانے

اس زمانہ نے میرا اک درد کی کاری نہ کی
ہوں تے لکھاں واسطے کے دوا لِکھتو رہیو

جا جا سِر نیووں نہ رکیو، دُنیا کا احسان نہ لِیا
اِس درویش نے عُمر گذاری داتا کے دربار ہمیشاں

خواباں کی تعبیر نہ دتی ہور نوں کوئے خواب سہی
جاتاں جاتاں جاتا سنگیا نیند میری تے دیتو جا

اپنے نیویں آتا جاتا، ملتا گلتا سینے لاتا
ایسوں عید محرم بن گئی، سجن دل تیں دور اتیراں

اپنی جا پتھر وہیں بھارا سچی کہ گیا لوک سیانا
جاجا سجدا کر کے انجمؔ اپنو آپ گھٹایئے نہ

اج تک فضل خدا کو انجمؔ دشمن اکھ اٹھا نہیں تکتا
اسمتراں نا چھلتا رہیا ہیں اپنا سجن یار ہمیشاں

اتھرواں کو پانی لاکے ارماناں کی بُوٹی نا
سرگی نال کدے تے کریئے دل کو سیک دعا کے حوالے

تیرا در توڑی میری یاداں کا سِلکا
چل چل کے دینہہ رات راہ ہوگیا ہیں

آ بھلا چھوڑاں وفا تیں کس نے کیو سر کھلا
تیری توں جانے میری دیوانگی اپنی جگہ

خورے کون میں روتو ڈِٹھو
اج تک فیر نہ آیا اتھروں

جگہ جگہ انسانیت کی قبراں کا کُجھ ائیر دسیں
کسے زمانے یاہ وی شائد بستی تھی انساناں کی

جیتاں جی کوئے ناں نہیں لیتو اسمتر اں دیوانا کو
جاتی واری نیکی ساری آویں یاد زمانہ ناںھ

جے تیری کائے نشانی لیکے اج وی عزرائیل آوے
یاہ جان تیری امانت ہے ہوں دے چھوڑوں اشاراپر

چن کی گوگی سینے لا کے تاراں نال بھروں گو گوجھا
دِل پاگل نا روز،اولّیں پات یہ لاوے خورے کون

دُنیا مانھ کوئے اک نہ لبھو جس نا اپنو کہہ لیتا
جاتاں مانھ ہُن چھیکا لاویں کتنا تندُ و رشتاں کا

درداں کا میوا دُنیا توں، اِک عُمر اُدھارا کھاہدا تھا
اللہ رکھے غم کا ہم نے، ہُن اپنا بُوٹا پال لِیا

سرگی نال بھیال غماں کا دل مانھ کدے نہ آیا
پچھلے پہر تریل بڑی وہے اس بستی کا رستاں مانھ

کائے حکیمی نہ راس آئی یوہ درد تیرو نہ جان لے لے
میں صدئیں رکھی ہیں کالجہ نال روز گھٹیں تپا تپا کے

کس کس حال زلیخا کولوں دامن آپ بچا کے رکھیو
کوئے معصوم تے شہادت دے گو سچی اس سرکار کے باندے

کل جے کوئے کما دوی لاوے فر نہ کریئے زاری
آپ بسالی ہے تیں دل کی پاجا آلی ڈوگی

کم پیارو چم نہیں اس نا یاہ دنیا دورنگی
اس نے تنا بھاء نہیں پچھنو اوڑک ایک دھیاڑے

کے ہوؤ جے ناں نہیں لیتو قلم دوات سیاہی تیری
غزلاں مانھ تیرا پرچھاواں، گیت مانھ تیرو پیار ہمیشاں

گھڑی بھاویں نزع کی وہے لفظ میرو بدلسیں نہیں
توں اج وی آ کے جانیں زندگی میری لکھا لے جا

خوشی مل نہ جائے کائے گذر گیا زمانا
زمانہ تیں اتھروں چھپاتاں چھپاتاں

صدی گذاریں سکھنے ہتھیں اس راہ کدتک آوے گو
روز کا چناں میرا چن نا، اکدن نال لیایئے توں

میں تے دُنیا جہان نانھ دسیں تیراناں کی یار غزل
کاش کدے توں اپنو کہتو مِناوی دو چار کے باندے

میری اکھاں کی تِس نانھ تیرو ساون نہ پرکھ سکیو
نہ مِنا جاچ منگن کی نہ تِنا دین کی آئی

وہ ساون کا جھولا مانھ وی تنگیں پیریں آوے تھو
خورے کن اکھاں نے کھاہدو اجتک فیر نہ آیو چن

یہ درد محبت کا لیکے دو چار قدم وی خاصا وہیں
منزل نہ لبھی عمراں تک جس نے یہ سنگی نال لیا

یہ دُنیا کا دھندا سجنا کدے نہ مُکا، کد مُکیں گا
ہوسکیو تاں فِر اکواری مِل جایئے قُربان اتیراں

ٹھنڈی تے بیشمار وہے محبتاں کی چھاں
اس روگلا چنار نا کوئے پالتو نہیں

یاہ مِٹی کی ڈھیری کے بڈیار کرے
نیس ہوا مانھ اُڈے گی مُڑ آوے گی

مجبوری اُنھاں ساراں کو واحد جواب تھو
پُچھے تھی جِتنا میرے توں سوال زِندگی

نیلے نملوں اوس کی بارش تیرو آنو ایسوں برھیا
پہلا تھا تیں ہور وی کِیا کیوں اتنا احسان اتیراں

میری وفا کو اج تم حساب کے کریں
پتھر وی پوجیا تے خدا کر کے چھوڑیا

تیرو غم نہ بھلو زمانہ کی تلخیں
میں چھوڑی ہیں ساریں بھلا بلیں بلیں

ے دُشمن لکھ ہزار وہیں بھاویں سجن بس دوچار بہتیرا
ے میریں اکھ سجناں کا گھر دار اُن کی ڈنی دھار اتیراں
ے یار کی دعوت کرکے انجُم بس ہم نے برتایا اتھروں
ے دل درویش نہ راضی ہویو اُٹھیں خیر بہتیریں اکھ
ے کسے اگے اڈیئے نہ جھولی بندیا منگیئے تے رب کی ضا منگیئے
ے گوڑ کا پکا بنگلا تکیا سچ کو ڈھارو چوتو ڈِٹھو
ے تیری گلئیں جے نہ رُلتا کتنا شہر بسایا ہوتا
ے جس کے ہوتیں قول کیا تھا اسے نال شکایت میری
ے خالی دیکھ حویلی دِل کی اُس نے آن بسایا اتھروں
ے خواب مانھ آکے جے مِل جاتو لگتی نہ دوانی تیری
ے دِل دریا نے آس کا ٹاپُو کِتنی وار ڈبویا وہیں گا
ے دل درویش نہیں خالی دامن اُجڑی دیکھ نہ حالت میری

جے تیرے تیں چنگی کی قربان نہ کی
یارحیاتی کہڑے مُجرے آوے گی

☆☆☆☆☆☆

پوسٹ مارٹم:

ڈاکٹر رفیق انجم کی شاعری کا نفسیاتی تجزیہ

سریندر نیّرؔ

میرے ڈیپارٹمنٹ میں ایکبار پونچھ سے نہایت ہی بارعب شخص تشریف لائے۔ اتفاقاً انکو جس کام کیلئے وہاں آنے کی زحمت اٹھانی پڑی تھی، اس سیکشن کو میں ہی ڈیل کرتی تھی۔ لہٰذا انھوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ وہ ایک ایم ایل اے ہیں جو پونچھ سے مہنڈر تک کسی سڑک کا کام کروانا چاہتے تھے۔ اوراس خاطر انھیں NOC چاہئیے تھی۔ سڑک بنانے کے لئیے یہ سند حاصل کرنا جتنا آسان لگتا ہے، در اصل اتنا آسان ہوتا نہیں۔ بہت ساری ضروری شرائط ہوتی ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کیوں میرے دل نے چاہا تھا کہ یہ سڑک ضرور بنے۔ اوراسکا پروپوزل میرے ہی ہاتھوں تیار ہو۔ حالانکہ اس سڑک کے بن جانے سے بظاہر مجھے کوئی فائدہ نہیں تھا لیکن دل سے میں جانتی تھی کہ مہنڈر تک جو سڑک جارہی تھی اور جس کے کاغذات کی میں سفارش کرنا چاہتی تھی اس پر جانے انجانے کتنی بار میں نے من ہی من میں سفر کرنا تھا۔ لیکن نہ پھر کبھی وہ بارعب دکھنے والے صاحب تشریف لائے اور نہ ہی کسی تجویز کی شروعات ہوئی۔ نہ سڑک بنی (کم سے کم وہ والی) اورنہ ہی میرا خیالی سفر کا کوئی میل پتھر بنا۔ اج جب ڈاکٹر رفیق انجم کی کتاب کیلئیے کچھ لِکھنے کا حُکم ہوا تو لگا وہ جو سڑک بننے کا خواب ادھورارہ گیا تھا وہ آج کسی اور شکل میں پورا ہونے والا ہے۔ بہت کچھ یوں ہی چھوٹ جاتا ہے۔ کُچھ پکڑنے کی چاہت میں.... یہ زندگی ہی سراب ہے۔ جہاں کہیں پانی کا

بھرم پیدا ہوتا ہے، ہم پیاس کے مارے اُس جگہ پر اپنے سوکھے ہونٹ سٹا کر پانی پینے کی کوشش کرتے ہیں تو ہاتھوں میں فقط تپتی ریت آتی ہے۔ یہی ریت چھل زندگی ہے۔ مینا کماری کا ایک شعر ہے:

تم کیا کروگے سُن کر مجھ سے میری کہانی
بے لُطف زندگی کی باتیں ہیں پھیکی پھیکی

اسی بے لطف زندگی کو ہم جیئے جاتے ہیں۔ خوبصورت کپڑوں، بڑھیا سنگار اور نقلی مسکراہٹوں کے ساتھ.... جیسے رفیق انجم کے اندر کا حساس شاعر جیتا ہے۔ پوچھنا چاہوں گی رفیق انجم سے کہ کبھی دم نہیں گھٹتا یوں مخالف لہروں سے لڑتے لڑتے... بھنوروں سے ابھرنے کی جدوجہد میں ہاتھ پاؤں مارتے مارتے بازو شل نہیں ہو جاتے....؟ لیکن ریگزاروں کا مشکل سفر کون اپنی مرضی سے چنتا ہے۔ رفیق انجم کو جاننے سے پہلے میں نے ریڈیو پر اُن کی لکھی اور سورج سنگھ کی گائی ہوئی غزل ”تیں دِلاں کا روگ لایا.....“ سُنی تھی اور پتہ نہیں لفظوں کا کیسا سحر تھا کہ میں ریڈیو کے اپنے دوستوں سے اکثر اس غزل کی تعریف کرتی تھی اور یوں ہی اس غزل کے الفاظ کے تخلیق کار سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی جس کی قلم علامت، مہاورے اور بیان بازی کے افلاطونی جوہر دکھاتی ہے لیکن زبان اُسی حد تک خاموش، آنکھیں کسی اداسی میں ڈوبی ہوئی یا پھر کسی تلاش میں بھٹکتی ہوئی..........

آہ! یہ تلاش ہی تو زندگی ہے..... پتہ نہیں اس تلاش کے طلسم میں جکڑے ہوئے انجم اپنے آپ کو اور مایوسی کے بھنوروں کے حوالے کیوں کر دیتے ہیں۔ کہیں کہیں ان کی تخلیق میں یہ تضاد حدوں کو چھو لیتا ہے۔ وہ آس کے پنچھیوں کو اپنی ہتھیلیوں

پر چوگ چگانا بھی چاہتے ہیں۔ اپنے خواب جزیروں کو آباد دیکھنے کی دعائیں بھی مانگتے ہیں لیکن ساتھ ہی اپنی خود کلامی میں وہ اپنے کارواں سے بچھڑ گئے مسافر کی طرح بات کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ زندگی کے ٹھاٹھیں مارتے دریا میں کسی شناور کی طرح طغیانی کرتے محسوس ہوتے ہیں تو کہیں لگتا ہے جیسے بیچ دریا کے ہاتھ سے پتوار چھوڑ انھوں نے اپنی کشتی کو لہروں کے حوالے کر دیا ہے۔

انجم کی شاعری کی بات کریں تو جولب ولہجہ پنجابی کے شوکمار بٹالوی کا رہا ہے یعنی جنھوں نے برہا کو سلطان مان کر اس کی پوجا کی۔ قریب قریب برہا کی سلطانی انجم نے بھی اپنی تخلیقات میں قبول کی ہے حالانکہ انھوں نے نہ صرف اردو بلکہ گوجری اور پنجابی میں بھی بے مثال شاعری کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ افسانے اور باقی تحقیقی کام بھی اسی مہارت سے انجام دیا ہے۔ پیشے سے ڈاکٹر ہونے کے باوجود انجم جیسے شخص کی حساس شاعری دل کو کبھی سکون بخشتی ہے تو کبھی بے چینی اور بے قراری کی لذت سے آشنا کرا جاتی ہے۔ عجیب کرب ہے ان کے گیتوں میں۔ کچھ اس طرح کا احساس جاگتا ہے کہ زندگی کی چلچلاتی دھوپ میں گامزن کوئی مسافر اچانک کسی درخت کے سائے میں آجائے۔ وہ سایہ سکون تو دے گا، لیکن تب کیا کیا جائے اگر وہ درخت کسی مخالف راہ میں پڑتا ہو تو۔ کیا پل بھر کی راحت کے لیے کسی کو اپنا راستہ بدل دینا چاہیئے یا پھر اپنے حصّے کی دھوپ کو قبول کر کے اپنے پیروں کے نیچے کی تپتی زمین پر ٹھوس قدم رکھتے ہوئے چلتے رہنا چاہیے؟ کبھی کبھی اپنے ہی ضمیر کے سوال جواب ہمیں بے بس کر دیتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ سارا علم محض بوجھ سا لگتا ہے۔ کبھی کبھی ان بھاری بھر کم لفظوں اور ان کے کھوکھلے معانی کا خلا ہمیں اپنی معصومیت کے ساتھ کھلواڑ کرتا سا لگتا ہے۔

جگجیت سنگھ کی گائی ہوئی اک غزل ہے.....

بے نام سا یہ درد ٹھہر کیوں نہیں جاتا
جو بیت گیا ہے وہ گذر کیوں نہیں جاتا

اوراسی انداز میں رفیق انجم زندگی کے پیڑ سے ,گر چکے ان پتوں کو پکڑنے کی کوشش میں لگے نظر آتے ہیں جو بہت قیمتی، اہم ترین ہوتے ہوئے بھی ہماری تاریخ میں شامل ہونے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

میں یہ کہوں گی کہ انجم بے شک ہماری ریاست کے اُن کچھ ایک شاعروں ادیبوں میں ایک میل پتھر کی حیثیت رکھتے ہیں جنھوں نے شاعری کو اصلیت، گہرائی اور تازگی بخشی ہے۔ان کی شاعری ،نفسیاتی گہرائی والی شاعری ہے۔لفظ لفظ چلتی یہ شاعری انسان کے اندر روح کی اس انتہا تک پہنچتی ہے جہاں سے تصوف اور روحانیت کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔اپنے آپ سے بات کرنا، اپنے آنسوؤں کو خود پونچھنا اور کٹھن پلوں کو اپنی روح کے اوپر ڈھونا کوئی آسان کھیل نہیں ۔لیکن پنجابی، اردو اور گوجری کا یہ بظاہر خاموش لیکن اندر ہی اندر کسی جوار بھاٹا کی طرح سلگتا یہ شاعر اِسی انداز سے جی رہا ہے۔لفظ لفظ جذبات سے بھری یہ زنبیل انھیں مبارک ہو!

سریندر نیّر
جموں ۲۰۰۷ء

حرفِ آخر

ڈاکٹر رفیق انجؔم ......ایک ہمہ جہت شخصیت

عرشؔ صہبائی

ڈاکٹر رفیق انجم کے نئے مجموعہ "زنبیـل" نے مجھے کافی حد تک چونکا دیا۔ اسکی ورق گردانی کے بعد پتہ چلا کہ یہ مجموعہ اُنکی اُردو، پنجابی اور گوجری شاعری کے انتخاب پہ مشتمل ہے۔ چونکا دینے والی بات میں نے اس لئے کہی کہ میں انھیں اُردو اور گوجری کے شاعر کی حیثیت سے مانتا تھا۔ میری معلومات میں یہ اضافہ ہے کہ وہ پنجابی کے بھی اتنے ہی اچھے شاعر ہیں جتنے اردو اور گوجری کے۔ اُنکے اردو مجموعہِ کلام ''کاش'' میں میں نے صدق دلی سے اُنکی ادبی صلاحیتوں کا اعتراف کیا تھا۔ میں نے انکے بیشتر اشعار کا حوالہ بھی دِیا تھا۔ اکثر اشعار کی دِل و ذہن پر اتنی مضبوط گرفت تھی کہ انھیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

"زنبیـل" نے میری اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ ڈاکٹر انجم ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ کسی زبان میں بھی شعر کہیں وہ اس کے معیار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، ان میں فنی لوازمات کا احترام کرتے ہیں، الفاظ کے مزاج داں ہیں۔ اچھی شاعری میں ان باتوں سے انحراف نہیں کیا سکتا۔ میں ان کی شاعری کے بارے میں اتنا ضرور کہوں گا کہ انکی شاعری اُنکی عمر سے بہت آگے ہے۔ انہوں نے بہت کم عمر میں اتنے تجربات و مشاہدات حاصل کر لئے ہیں کہ کسی عمر رسیدہ قلمکار کو بھی حاصل نہیں ہوتے۔ اس کا عکس انکے کلام میں جگہ جگہ موجود ہے۔ اُنکے کلام میں انکی قدرتی صلاحیت کو بے حد دخل حاصل ہے۔ بات وہیں ختم ہوتی ہے:

ع ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

انکی یہ چند سطور میرے دل میں نشتر کی طرح پیوست ہوگئی ہیں:

......"تنہائی میرا مقدر بھی ہے، زندگی کا عنوان بھی اور پہچان بھی! یہ ایک ایسا احساس ہے جس سے میں کبھی فرار حاصل نہ کر سکا اور اگر کبھی کوشش بھی کی تو خود کو مزید تنہا پایا جیسے ڈُوبنے والا اکثر اُبھرنے کی کوشش میں خود کو مزید ڈبو دیتا ہے"

میں سمجھتا ہوں کہ اُن کی شاعری کا محرک یہی احساس ہے۔ معلوم نہیں کہ مجھے ایسا کیوں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے میری زندگی کے عکس کو ابھارا ہے۔ اور جب وہ کہتے ہیں:............"میں نے زندگی کو جینے کی طرح جیا ہے" تو ایسا لگتا ہے کہ دو جسموں میں ایک ہی روح ہے۔ معلوم نہیں کہ جو جملہ مجھے لِکھنا چاہیئے تھا وہ انہوں نے کیوں لِکھ دِیا!

ڈاکٹر انجمؔ ایک جگہ رقمطراز ہیں:............"زندگی کی بے ربط کہانی کے انہی سب رنگوں کا عکس آئیندہ صفحات میں بھی نظر آئے گا، گو کہ وارداتِ قلب کی نا قابلِ شرح کیفیات کا کروڑواں حصہ بھی سپُردِ قلم نہیں کر سکا"۔ لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ انہوں نے اپنے اشعار میں وارداتِ قلب کی نا قابلِ شرح کیفیات کے اس حصہ کی بھی ترجمانی کردی ہے جو ابھی انکی نظر سے اوجھل ہے۔ موصوف ادب کے میدان میں ایک ایسی شخصیت ہیں جن پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ ریاستِ جموں وکشمیر فخر کرے نہ کرے میں ضرور کرتا ہوں!

عرشؔ صہبائی
۵۳، ریشم گھر کالونی، جموں۔ ۱۶

اشاریہ (اُردو)

رقم	غزل	صفحہ	تاریخ
1	نیند آئی نہ مجھ کو شب ہجر میں	26	J/5/83
2	شوق سے ڈھونڈ لیتے نیا ہمسفر	27	J/15-5/84
3	شب کو بھی تصور میں انکا جب عکس ابھرنے لگتا ہے	28	J/18-5/84
4	منتشر دنیا کا اک دن قافلہ ہو جائے گا	29	J/10-2/85
5	ہو نہ دیدار شاید وہاں بھی ترا	30	
6	لو میری بیتابی دل	31	
7	درد ہوتا ہے آہ کرتا ہوں	32	S/12-8/86
8	وہ گھروندا جس پہ ٹوٹا آسماں میرا ہی تھا	33	S/2-6/86
9	تم نہیں تو زندگی میں اور کیا رہ جائے گا	34	
10	وہ دور ہوا بچھڑا تو نہیں	35	LP/16-7-88
11	شب بھر چاند کو دیکھا ہے	36	R/27-2/89
12	نام کیا راہ وفا میں دو گے دیوانے کے بعد	37	KP/28-6/89
13	اسے خط لکھنا ہو جب بھی میرا راہ و رسم رکھنا	38	S/20-9/89
14	زندگی کی خدارا دعائیں نہ دے	39	P/23-11/89
15	تلخیوں کو بھی قبا خوابوں کی پہنائی گئی	40	P/25-11/89
16	اداؤں میں کمی کر دے فضا میں سادگی بھر دے	41	P/28-11/89
17	مصور نے کہیں پہ جا بجا رنگینیاں بھر دیں	42	P/28-11/89
18	کسی ظالم کو احباب نے ہمدردیاں لکھ دیں	43	P/29-11/89
19	محبت سے جنوں تک چاہتوں کا سلسلہ نکلا	44	
20	شہر وفا کے سچے موتی پھول ستارے تیرے نام	45	KP/12/90
21	میں سراپا درد ہوں اب کیا دوا میرے لئے	46	P/30-1/90
22	ہم نہ ہونگے ہمیں دیوانہ لکھ جائیگا	47	P/21-4/90
23	سب کے ساجن پاس بلائیں	48	P/27-4/90
24	ہاتھوں کی لکیروں سے پُوچھو	49	
25	محبت کو وفا کو آرزو کو کیا ہوا اب کے	50	NCP/15-8/90
26	مسافر ہیں سبھی پر ہمسفر ہونے سے ڈرتے ہیں۔	51	P/27-12/89
27	کوئی بتائے کیا ہوتا ہے	52	
28	پیاسے لبوں پہ یارب سمندر تراش دے	53	KP/1/91
29	یہ میری غزل کی ہیں بندشیں	54	CP/30-6/91
30	سوچ رہا ہوں تیرے دل کا موسم کتنا اچھا ہوگا	55	CP/22-7/91
31	تیرا عہد وفا ہے اور میں ہوں	56	CP/23-7/91

32	آج بھی خوابوں میں ہے کچھ روشنی کہنا اسے	57	CP/30-7/91
33	کیا سمجھائیں کیسا تھا	58	CP/91
34	وہ رات کی رانی آنگن میں آئی تھی کبھی خوشبو کی طرح	59	SJ/24-5/92
35	پریشاں زندگی ہے اور ہم ہیں	60	CP/19-2/92
36	ان آنکھوں میں کیا رکھا ہے	61	P/3-4/92
37	کیسے بھولے بھالے ہو	62	J/24-12/92
38	ہاتھ اٹھتے ہی نہیں دل سے دعا کیا مانگوں	63	J/8-4/93
39	تنہا تنہا زندگی اور تیرا شہر	64	J/2-10/93
40	اک فقیر بے سروساماں کی ہے آواز دیکھ	65	S/4/95
41	کب تک قید رہیں گے بابا	66	J/2-10/93
42	حسیں نظاروں کی بات کیجئے	67	S/9/94
43	تیری خاطر تیرے بہانے زندہ ہیں	68	
44	ہوئے ہر شاخ سے رخصت ثمر آہستہ آہستہ	69	S/21-4/95
45	لحہ لحہ بڑھتی جائے تشنگی کہنا اسے	70	S/8-5/95
46	پلکوں کو بچھا دیں گے اک بار چلے آؤ	71	S/12/95
47	روئے صبح شام بہت	72	R/12/97
48	وارث شاہ	73	S/96
49	قیامت	74	S/96
50	قطعات	75	
	متفرقات	77	

اپنا افسانہ بھی انجم یوں ہوا آخر تمام
داستانِ قیس پھر اک بار دہرائی گئی

اشاریہ (پنجابی)

1	گیت لکھاں یا غزل	94	JP 9.1.90
2	میں اوہدے جوبن	95	JP 9.1.90
3	پل پل دل دے کول	96	MP 10.1.90
4	میں اپنے لیکھیں	97	J 9/94
5	مینوں تاں اج تیک	98	J 94
6	دل نوں درد نشانی	99	S 3.6.95
7	پیار دی بستی	100	S 12.9.95
8	چٹھی کالیا کاواں	102	S/95
9	ہولی ہولی پئی	103	S 18.5.96
10	دل دے یار خزانے	104	S 24.5.96
11	ہن تاں آجا میرے یار	105	S 23.8.96
12	جھوٹھے سجن یار	107	S/96
13	مکے یار یرانے مکے	108	S/96
14	عشق سمندر	109	R 97
15	بیڑی ڈوباں پار اتاراں	110	
16	حج زکاتاں ڈھیر نمازاں	111	
17	کچیاں کندھاں	112	R 97
18	گیت	113	P 18.7.89

(اشاریہ) گوجری

شمار	غزل	صفحہ	تخلیق
1	سنگی پیاو ہیں جُدا بلیں بلیں	127	19.11.83
2	دیکھی نہ سُنی میں کِدے خوشحال زندگی	128	25.9.86
3	دو اتھروں اک خواب کا ہوتا	129	8.3.89
4	میرا دِل مانھ تے بس توں ہی	130	6/89
5	لگی داروں اتھرواں کا	131	11/89
6	اِس دھرتی نے چُن چُن کھاہدا	132	10.2.90
7	تیں دِلاں کا روگ لایا	133	15.10.91
8	مُکتاں مُکتاں مُک گیا سارا	135	24.4.92
9	میری مرضی ہے جو رضا اُسکی	134	1992
10	اُجڑ گئی اِس دِل کی دُنیا	136	20.5.92
11	اکھاں نے اُلجھایا ایسا	137	21.5.92
12	اتھروں کاش نہ آیا ہوتا	138	12.5.92
13	میرا خواب عنایت تیری	139	6.7.92
14	بھُل گیو یار مُحبت میری	140	31.7.92
15	آنو باز نہ آیا اتھروں	141	1993
16	لِکھیا نے تاراں تیں کھوہ کے	142	1993
17	جال رِشتاں کا چوفیری	143	3.10.94
18	اِن اکھاں نے تارا دسیا	144	1994
19	دِل ریزہ ریزہ اکھاں مانھ طوفان	145	1994
20	ہُوں جانوں ایک بندہ نا	146	26.3.95
21	ٹھنڈو برف سیال ہوے بھاویں	147	27.3.95
22	یاداں کی تانی نا اجتک چھیکا لاوے	148	21.4.95

23	اُڈتی اُڈتی عشق کہانی	149	24.5.92
24	گیوز مانو نہ مُڑ کے آیو	150	05.5.95.
25	دردی میرا درد بنڈاوے	151	12.6.95
26	تیرے ہوتیں مُک گیو آخر	152	1996
27	دِین دُنی کے بدلے لیو رُٹھو یار	153	1997
28	سودرداں کی کاری لے جا	154	1998
29	کسے رنگ کی لوڑ نہ رنگیاں نا	155	
30	یار کی اکھیں جدوی آیا دوا تھروں	156	
31	اک بنجارا یار نا ڈیکوں	157	
32	سب نے آخر مر جانو ہے	158	
33	اک دُعا	159	
34	سی حرفی	160	1986/2003
35	رُلتا موتی	161	
36	گوجرا شعر	163	

****

Dr. Rafique Anjum [Ph.D.]

Coordinator:

Centre for Research in

Gojri, Pahari & Kashmiri Languages

BGSBU Rajouri (J&K)

www.bgsbu.ac.in

Contact: dranjum@bgsbu.ac.in/ 9469000044

تیـرے انجُم نے تیری رُسوائیوں کے خوف
سـے
احتیـاطـاََ چھوڑ دی ھے شـاعری کھنا اُسے